تلاش

ତଲାଶ୍

آٹھویں (8) درجے کے لیے

ଅଷ୍ଟମ ଶ୍ରେଣୀ

محکمۂ اسکول و تعلیمِ عامّہ، اڈیشا سرکار

ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ, ଓଡ଼ିଶା ସରକାର

ମୋ ନାମ:..

ମୋ ବାପାଙ୍କ ନାମ :..

ମୋ ମା'ଙ୍କ ନାମ :..

ମୋ ବିଦ୍ୟାଳୟର ନାମ:...

ମୋ ଶ୍ରେଣୀ ଶିକ୍ଷକ/ଶିକ୍ଷୟିତ୍ରୀଙ୍କ ନାମ:

....

ମୋ ଗାଁ/ସାହିର ନାମ:

....

تلاش

ତଲାଶ୍

آٹھویں (8) درجے کے لیے

ଅଷ୍ଟମ ଶ୍ରେଣୀ

محکمۂ اسکول و تعلیمِ عامّہ، اڈیشا سرکار

ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ, ଓଡ଼ିଶା ସରକାର

ମୋ ନାମ:..

ମୋ ବାପାଙ୍କ ନାମ :..

ମୋ ମା'ଙ୍କ ନାମ :..

ମୋ ବିଦ୍ୟାଳୟର ନାମ:..

ମୋ ଶ୍ରେଣୀ ଶିକ୍ଷକ/ଶିକ୍ଷୟିତ୍ରୀଙ୍କ ନାମ:

....

ମୋ ଗାଁ/ସାହିର ନାମ:

....

تلاش
ତଲାଶ୍

آٹھویں (8) درجے کے لیے
ଅଷ୍ଟମ ଶ୍ରେଣୀ

محکمۂ اسکول وتعلیم عامّہ
اڈیشا سرکار
ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ
ଓଡ଼ିଶା ସରକାର

محکمۂ تعلیم اساتذہ اور صوبائی تحقیق وتربیتی ادارہ برائے تعلیم
اڈیشا، بھوبنیشور
ଶିକ୍ଷକ ଶିକ୍ଷା ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ ଏବଂ ରାଜ୍ୟ ଶିକ୍ଷା ଗବେଷଣା ଓ
ପ୍ରଶିକ୍ଷଣ ପରିଷଦ, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

اڈیشا اسکول ایجوکیشن پروگرام اتھاریٹی، بھوبنیشور
ଓଡ଼ିଶା ବିଦ୍ୟାଳୟ ଶିକ୍ଷା
କାର୍ଯ୍ୟକ୍ରମ ପ୍ରାଧିକରଣ, ଭୁବନେଶ୍ୱର

ତଲାଶ୍

ଅଷ୍ଟମ ଶ୍ରେଣୀ

ପରୀକ୍ଷାମୂଳକ ସଂସ୍କରଣ

ସମ୍ପାଦକ ମଣ୍ଡଳୀ :

ଜିୟାଉଲ୍ଲାହ୍
ଡ. ସୟଦ ଜହୁରୁଲ ହକ୍
ଶମସୁର୍ ରହମାନ
ସୟଦ୍ ଗୁଲାମ୍ ସମଦାନୀ
ସୟଦ୍ ଗୁଲାମ୍ ରବ୍ବାନୀ

ସମୀକ୍ଷକ ମଣ୍ଡଳୀ :

ଜିଆ ଉଲ୍ଲାହ୍
ଡ. ସୟଦ ଜହୁରୁଲ ହକ୍
ଶମସୁର୍ ରହମାନ
ମୋବାରକ୍ ହୋସେନ୍ ଖାଁ

ମୁଖ୍ୟ ସଂଯୋଜିକା :

ଡ. ସବିତା ସାହୁ

ସଂଯୋଜକ :

ଡ. ପ୍ରସନ୍ନ କୁମାର ସାହୁ

ପ୍ରକାଶକ : ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ, ଓଡ଼ିଶା ସରକାର

ମୁଦ୍ରଣ ବର୍ଷ : ୨୦୨୬

ପ୍ରସ୍ତୁତି : ଶିକ୍ଷକ ଶିକ୍ଷା ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ ଏବଂ ରାଜ୍ୟ ଶିକ୍ଷା ଗବେଷଣା ଓ ପ୍ରଶିକ୍ଷଣ ପରିଷଦ, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

ଡିଟିପି ଓ ଡିଜାଇନ୍ : ଓଡ଼ିଶା ରାଜ୍ୟ ପାଠ୍ୟପୁସ୍ତକ ପ୍ରଣୟନ ଓ ପ୍ରକାଶନ ସଂସ୍ଥା, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

ମୁଦ୍ରଣ : ପାଠ୍ୟ ପୁସ୍ତକ ଉତ୍ପାଦନ ଓ ବିକ୍ରୟ, ଓଡ଼ିଶା, ଭୁବନେଶ୍ୱର

تلاش

آٹھویں (8) درجے کے لیے

تجرباتی ایڈیشن: 2026

مجلس ادارت:

ضیاءاللہ
ڈاکٹر سید ظہورالحق
سید غلام صمدانی
شمس الرحمٰن
سید غلام ربانی

نظر ثانی:

ضیاءاللہ
ڈاکٹر سید ظہورالحق
شمس الرحمٰن
مبارک حسین خان

کوآرڈینیٹرس:

ڈاکٹر سبیتا ساہو (چیف کوآرڈینیٹر)
ڈاکٹر پرسن کمار ساہو (کوکوآرڈینیٹر)

نظر ثالث — محمد ہارون عالم

ناشر: محکمۂ اسکول و تعلیم عامّہ، اڈیشا سرکار

سنِ اشاعت: 2026

ترتیب و تدوین:

محکمۂ تعلیم اساتذہ اور صوبائی تحقیق و تربیتی ادارہ برائے تعلیم، اڈیشا، بھوبنیشور
اور
ادارہ نشر و اشاعت برائے کتب تعلیم و تدریس صوبہ اڈیشا، بھوبنیشور

طباعت: درسی کتاب چھپائی و فروخت، بھوبنیشور

حرفِ آغاز

قومی تعلیمی نصاب 2020ایک متبادل نصاب اور تدریسی فریم ورک ہے ۔ جو ہندوستانی ثقافت، تہذیب اور علمی ورثے سے جڑا ہوا ہے۔فریم ورک طلباء کو 21ویں صدی کے مواقع اور چیلنجوں سے تخلیقی طور پر مشغول ہونے کے لیے تیار کرتا ہے۔ نئے نصاب میں درپیش چیلنجوں اوران کے حل کی بنیاد پر قومی نصابی فریم ورک 2023اوراسکولی تعلیم کے لیے ریاستی تعلیمی نصابی فریم ورک 2025نے تمام سطحوں کے لیےنصاب کے میدان تیار کیے ہیں۔قومی اور ریاستی تعلیمی نصاب کےفریم ورک کا مقصدابتدائی سطح پر طلباء کی مجموعی ترقی کویقینی بنانا اور درمیانی سطح پران کی ترقی کی رفتارکوآگے بڑھانا ہے۔درمیانی سطح (چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت)ابتدائی اورثانوی سطحوں کےدرمیان ایک ربط قائم کرتی ہے۔

درمیانی سطح پر،قومی اور ریاستی تعلیمی نصاب کےفریم ورک کا مقصدطلباء کےاندراستعداد پیدا کرنا ہے جو ان کی تجرباتی ، وضاحتی اورتخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرے اورانہیں مستقبل کےچیلنجوں اورضرورتوں کے لیے تیارکرے ۔ درمیانی سطح پرقومی اور ریاستی تعلیمی نصاب پرمبنی کثیر جہتی تعلیمی نصاب نوطرح کے مضامین کااحاطہ کرتاہے جوطلباء کی مجموعی ترقی کوتیز کرے گا۔اس میں تین زبانیں،سائنس،ریاضی،ماحولیاتی سائنس،آرٹ کی تعلیم،جسمانی تعلیم اورفلاحی اورتکنیکی تعلیم شامل ہیں۔

متبادل آموزش ثقافت کے لیےایک سازگار ماحول کی ضرورت ہے ۔اسے عملی شکل دینے کے لیے ریاستی سطح پرمختلف مضامین کی نصابی کتابیں بھی تیارکی جائیں ۔ مذکورہ نصابی کتابیں نصاب اورتدریسی عمل میں اہم کردارادا کریں گی ۔یہی کرداد طلباء کےتجسس اوراستفسار پرمبنی فطرت کے درمیان ایک سوچا سمجھا توازن پیدا کرے گا۔اساتذہ کوبھی پلاننگ اورمضمون کے مطالعہ کے درمیان مناسب توازن برقرار رکھنے کے لیے تیار رہنے کی ضرورت ہے۔

TE & SCERT, Odisha نے معیاری نصابی کتب کی تیاری کے لیے مسلسل پرعزم ہے۔ نصابی کتب کی تیاری کے لیےعلاقائی سطح پرکمیٹی میں موضوع کےلحاظ سے ماہرینِ تعلیم،ادیب،شاعر،افسانہ نگار اوراساتذہ شامل ہیں۔ آٹھویں جماعت کی کتاب (تلاش) نے زبانوں کےمختلف حصوں کواکٹھا کیا ہے۔

ان حصّوں میں حب الوطنی، فطرت، ماحولیات، سائنس، رقص، شاعری، کھیل، جانوروں کی آوازوں، اخلاقی اسباق، افسانوں، سفر ناموں، سوانح عمریوں اور ہندوستانی معاشرے کے تجربات پر مبنی، نیشنل ایجوکیشن پالیسی-2020، نیشنل کریکولم فریم ورک-2023 اور اسٹیٹ کریکولم فریم ورک-2025 کی سفارشات کے بعد مذکورہ نصابی کتاب میں تصوراتی فہم، منطقی استدلال، تخلیقی صلاحیت، انسانی قدریں اور طلباء کے رویے کی نشونما کو یکساں اہمیت دی گئی ہے۔ جو قومی اور ریاستی سطح کی تعلیم کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس مقصد کے ساتھ نصابی کتاب میں جامع تعلیم، علاقائی مساوات، صنفی مساوات، ثقافتی انضمام، انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے ڈھانچے میں ہم آہنگی، اسکول کی وسیع تشخیص وغیرہ کے تصورات کو شامل کیا گیا ہے۔ طلباء گروپوں میں سیکھیں گے۔ ہم جماعتوں کے ساتھ گروپس میں سیکھنا نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ یہ بہت اہم بھی ہے۔ کیوں کہ یہ طلباء کی مجموعی نشونما میں مدد کرتا ہے اور آموزش کے عمل کو خوشگوار اور آسان بناتا ہے۔ اس جامع نصابی کتاب میں شامل آموزش کی سرگرمیاں طلباء اور اساتذہ دونوں کے تخلیقی تجربات کو تقویت بخشنے میں معاون ثابت ہوں گی۔

اس تناظر میں کو نصابی کتب کے علاوہ سیکھنے کے دیگر وسائل کو تلاش کرنے کی بھی ترغیب دی جانی چاہیے۔ اس طرح کے آموزیشی وسائل کو دستیاب کرنے میں اسکول کی لائبریری کا کردار اہم ہیں اس کے لیے طلباء کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی میں والدین اور اساتذہ کا کرادار اہم ہے۔

میں مذکورہ نصابی کتاب کی تیاری میں شامل تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب تمام استذہ و طلباء کی ضروریات کو پورا کرے گی۔ اسٹیٹ کونسل آف ایجوکیشن ریسرچ اینڈ ٹریننگ اپنی اشاعتوں کے طریقہ کار میں بہتری کے لیے مسلسل پر عزم ہے۔ آئندہ نظر ثانی کے لیے آپ کی قیمتی آراء کا انتظار ہے۔

(ମନୋଜ କୁମାର ପାଢ଼ୀ)

ڈائریکٹر

ڈائریکٹریٹ آف ٹیچر ایجوکیشن اور

SCERT، اڈیشا، بھوبنیشور

کتاب کے بارے میں

اردو زبان ہماری مادری زبان ہے۔ زبان دانی طلباء کے دوسرے علوم کا دروازہ کھولتی ہے۔ ان کے اندرونی صلاحیتوں اور خوبیوں کی نشونما کے لیے زبان دانی از حد ضروری ہے۔ یہ کتاب روحانی، ذہنی اور اخلاقی ارتقا کی نشونما میں مددگار ثابت ہوگی۔ اس کتاب سے نہ صرف طلباء کے لسانیاتی علم میں اضافہ ہوگا بلکہ ادب دانی، تاریخی، ثقافتی اور روایات کی طرف رغبت بھی بڑھے گی۔ یہ کتاب اخلاقی تعلیمات، کہانی، افسانے، قدرتی مناظر، جان جانور، چرند پرند، کھیل کود، حب الوطن اور تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ جس کا مقصد مقامی اسکولوں میں مادری زبان کے ادب کو فروغ دینا ہے۔ طلباء کے افکار اور جوش وجذبے کی تقویت کے لیے کتاب کو منقش، رنگین اور دلکش بنایا گیا ہے۔ سلیس زبان میں پڑھنے اور لکھنے کے لیے ہر مضمون کے قواعد کو آسان انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ ان کی تجرباتی ترقی خواندگی کی مہارت پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ آموزش کے عمل کو دلچسپ بنانے کے لیے نصابی کتاب میں بہت سی عبارتیں ترتیب دی گئی ہیں۔ طلباء کے ذخیرہ الفاظ کے عمل اور مہارت کو فروغ دینے کے لیے ہر عنوان کے آخیر میں مشکل الفاظ کی لغت شامل کی گئی ہے۔

بچوں کو افہام وتفہیم کی مہارت حاصل کرنے کے لیے ہر سبق کے لیے متعدد انتخابی سوالات اور حل پیش کیے گیے ہیں۔ فہم وفراست کو فروغ دینے اور سننے، بولنے، عبارت خوانی اور لکھنے کی مہارتوں کے اظہار میں مدد ملے گی۔ الفاظ، جملے اور پیچیدہ الفاظ کے معنی کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کے لیے ہر عنوان میں متعدد الفاظ دیئے گئے ہیں طلباء ہر آموزشی کام میں کتب خانے، انٹرنیٹ، والدین اور اساتذہ سے مدد لے سکتے ہیں۔ اس سے طلباء کے علم میں اضافہ ہوگا۔ طلباء مواد سے متعلق اپنے ذخیرۂ الفاظ کو وسعت دے کر اپنی صلاحیت بنائیں گے۔ طلباء کے شعور کو تیز طراز علمی مہارتوں کی پیمائش میں ترقی لانے کے لیے سوالات شامل کیے گیے ہیں۔ یہ عمل اساتذہ، طلباء، اور والدین کے لیے دلچسپ ثابت ہوگا۔

اردو ادب کو فروغ دینے کے لیے نصابی کتاب میں ادب کی مختلف اصناف جیسے نثر ونظم، کہانی اور افسانے واقعات وروایات کو شامل کیا گیا ہے۔ مذکورہ کتاب کو پڑھ کر طلبا کو ادب، لفظیات، آرائش وزیبائش، جذبات واہنگ کے لیے کارآمد ثابت ہوگی۔ نصابی کتاب میں الفاظ کو عمدہ طریقے سے استعمال کرنے کے فن پر زور دیا گیا ہے۔ قواعد کے علم کو بڑھانے میں خاص طور پر معین ومددگار ہوگی۔ طلباء مرکبات، مترادفات، متضاد، تذکیر وتالیث، الفاظ کے بارے میں خصوصی معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ کہاوتیں اور محاورے ہمارے زبان کے تحریری ادب کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ماضی میں ہمارے ادبی کلچر میں موجود ہیں۔ وہ طلباء کو سوچ، لسانی علم، تخیل اور الفاظ کی تشکیل کے بارے میں بہترین معلومات حاصل کرنے میں مدد کرسکتے ہیں۔ مذکورہ کتاب آٹھویں جماعت کے طلباء کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ یہ طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کے لیے ناگزیر ہے۔ بے شک یہ کتاب اڈیشن میں اردو زبان کے ادب کو مالامال کردیا ہے۔

☆☆☆

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

بنیادی فرائض: 51 الف۔ بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ:

(i) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

(ii) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

(iii) بھارت کے اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفظ کرے۔

(iv) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔

(v) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقائی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارگی کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(vi) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اسے برقرار رکھے۔

(vii) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(viii) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(ix) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(x) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی مثال طے کرنے میں سرگرم عمل رہے۔

(xi) ماں، باپ یا سرپرست جو بھی ہے چھ سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا زیر ولایت کو تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

☆☆☆

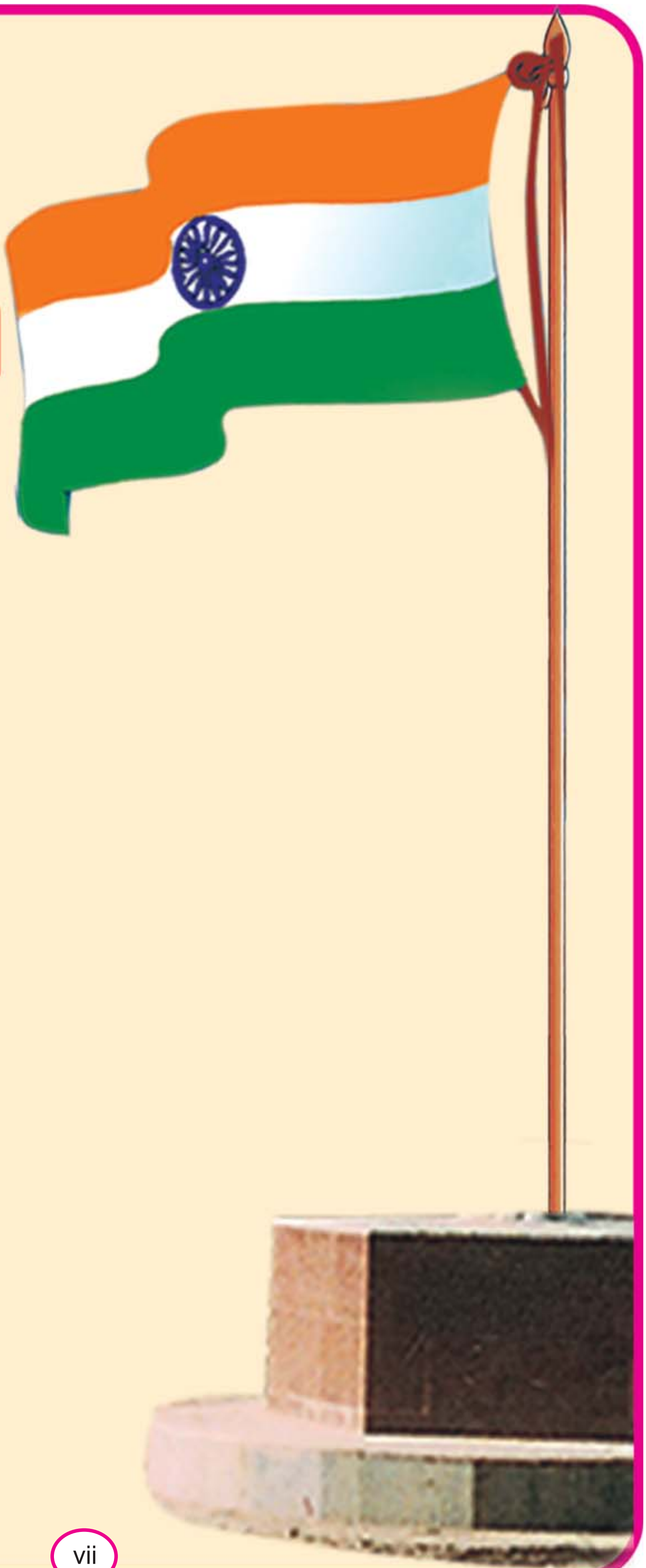

ہمارا قومی گیت

جن گن من ادھی نایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات مراٹھا
دراوڑ، اتکل، ونگا
وندھیا ہماچل **یمنا** گنگا
اُچ چھل جل دھی ترنگا
تب شبھ نامے جاگے
تب شبھ آسش ماگے
گاہے تب جئے گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جئے ہے جئے ہے جئے ہے
جئے جئے جئے جئے ہے

☆☆☆

ସିଲାବସ୍ ଓ ପାଠ୍ୟପୁସ୍ତକ ସମୀକ୍ଷା ପାଇଁ କୋର୍ କମିଟି

୧.	କମିଶନର ତଥା ଶାସନ ସଚିବ, ବିଦ୍ୟାଳୟ ଓ ଗଣଶିକ୍ଷା ବିଭାଗ	ଅଧ୍ୟକ୍ଷ
୨.	ରାଜ୍ୟ ପ୍ରକଳ୍ପ ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ଓଡ଼ିଶା ବିଦ୍ୟାଳୟ ଶିକ୍ଷା କାର୍ଯ୍ୟକ୍ରମ ପ୍ରାଧିକରଣ	ସଦସ୍ୟ
୩.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ଉଚ୍ଚ ମାଧ୍ୟମିକ ଶିକ୍ଷା	ସଦସ୍ୟ
୪.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ମାଧ୍ୟମିକ ଶିକ୍ଷା	ସଦସ୍ୟ
୫.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ପ୍ରାଥମିକ ଶିକ୍ଷା	ସଦସ୍ୟ
୬.	ସଭାପତି, ମାଧ୍ୟମିକ ଶିକ୍ଷା ପରିଷଦ	ସଦସ୍ୟ
୭.	ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ଉଚ୍ଚ ମାଧ୍ୟମିକ ଶିକ୍ଷା ପରିଷଦ	ସଦସ୍ୟ
୮.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ପାଠ୍ୟ ପୁସ୍ତକ ଉତ୍ପାଦନ ଓ ବିକ୍ରୟ ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ	ସଦସ୍ୟ
୯.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ବୈଷୟିକ ଶିକ୍ଷା ଓ ପ୍ରଶିକ୍ଷଣ ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ	ସଦସ୍ୟ
୧୦.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ଓଡ଼ିଶା ଭାଷା ପ୍ରତିଷ୍ଠାନ	ସଦସ୍ୟ
୧୧.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ସମାଜ କଲ୍ୟାଣ, ମହିଳା ଓ ଶିଶୁ ବିକାଶ ବିଭାଗ, ଓଡ଼ିଶା	ସଦସ୍ୟ
୧୨.	ଏନ୍ ସି ଇ ଆର ଟି ପ୍ରତିନିଧି	ସଦସ୍ୟ
୧୩.	ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ଆଞ୍ଚଳିକ ଶିକ୍ଷା ପ୍ରତିଷ୍ଠାନ, ଭୁବନେଶ୍ୱର	ସଦସ୍ୟ
୧୪.	ପ୍ରଫେସର ନିତ୍ୟାନନ୍ଦ ପ୍ରଧାନ, ଅବସରପ୍ରାପ୍ତ ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ଆଞ୍ଚଳିକ ଶିକ୍ଷା ପ୍ରତିଷ୍ଠାନ, ଭୋପାଳ ଏବଂ ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ଓ. ସି ଏଫ, ଓଡ଼ିଶା	ସଦସ୍ୟ
୧୫.	ଡକ୍ଟର ଗୋପାଳ ପ୍ରସାଦ ମହାପାତ୍ର, ଅବସରପ୍ରାପ୍ତ ପ୍ରାଧ୍ୟାପକ, ସଂସ୍କୃତ ବିଭାଗ	ସଦସ୍ୟ
୧୬.	ଡକ୍ଟର କିଶୋର ଚନ୍ଦ୍ର ମହାନ୍ତି, ଅବସରପ୍ରାପ୍ତ ଶିକ୍ଷାବିତ୍ (ବିଜ୍ଞାନ)	ସଦସ୍ୟ
୧୭.	ଡକ୍ଟର ବିନୟ ପଟ୍ଟନାୟକ, ମୁଖ୍ୟ ପରାମର୍ଶଦାତା, ଏନ ଏସ୍ ଟି ସି କାର୍ଯ୍ୟକ୍ରମ, ଏନ୍ ସି ଇ ଆର ଟି	ସଦସ୍ୟ
୧୮.	ଡକ୍ଟର ସୁଶାନ୍ତ କୁମାର ଦାସ, ପୂର୍ବତନ ସଭାପତି, ମାଧ୍ୟମିକ ଶିକ୍ଷା ପରିଷଦ, ଓଡ଼ିଶା	ସଦସ୍ୟ
୧୯.	ଡକ୍ଟର ଲଳିତ କୁମାର ଲେଙ୍କା, ଅବସରପ୍ରାପ୍ତ ପ୍ରାଧ୍ୟାପକ, ଓଡ଼ିଆ ବିଭାଗ, ଏକାମ୍ର କଲେଜ, ଭୁବନେଶ୍ୱର	ସଦସ୍ୟ
୨୦.	ଡକ୍ଟର ସରୋଜଲକ୍ଷ୍ମୀ ସିଂ, ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ରମାଦେବୀ ଉଚ୍ଚ ମାଧ୍ୟମିକ ବିଦ୍ୟାଳୟ, ଭୁବନେଶ୍ୱର	ସଦସ୍ୟ
୨୧.	ଡକ୍ଟର ଖଗେଶ୍ୱର ଦାସ, ଇଂରାଜୀ ବିଶେଷଜ୍ଞ, ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ପଦ୍ମପୁର କଲେଜ, ବରଗଡ଼	ସଦସ୍ୟ
୨୨.	ଡକ୍ଟର ବଳରାମ ସାହୁ, ପ୍ରଫେସର ମାଇକ୍ରୋବାଇଓଲୋଜି, ସୋଆ ବିଶ୍ୱବିଦ୍ୟାଳୟ, ଓଡ଼ିଶା କୃଷି ଓ ବୈଷୟିକ ବିଶ୍ୱବିଦ୍ୟାଳୟ, ଭୁବନେଶ୍ୱର	ସଦସ୍ୟ
୨୩.	ଡକ୍ଟର ଗୌରାଙ୍ଗ ମହାନ୍ତି, ପଦାର୍ଥ ବିଜ୍ଞାନ ବିଶେଷଜ୍ଞ, ଅବସରପ୍ରାପ୍ତ ଅଧ୍ୟକ୍ଷ, ଖଲ୍ଲିକୋଟ ସ୍ୱୟଂଶାସିତ ମହାବିଦ୍ୟାଳୟ, ବ୍ରହ୍ମପୁର, ଗଞ୍ଜାମ	ସଦସ୍ୟ
୨୪.	ନିର୍ଦ୍ଦେଶକ, ଶିକ୍ଷକ ଶିକ୍ଷା ନିର୍ଦ୍ଦେଶାଳୟ ଏବଂ ରାଜ୍ୟ ଶିକ୍ଷା ଗବେଷଣା ଓ ପ୍ରଶିକ୍ଷଣ ପରିଷଦ, ଓଡ଼ିଶା	ସଦସ୍ୟ ସଚିବ

ବନ୍ଦେ ଉତ୍କଳ ଜନନୀ

ବନ୍ଦେ ଉତ୍କଳ ଜନନୀ
ଚାରୁହାସମୟୀ ଚାରୁ ଭାଷମୟୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।
ପୂତ-ପୟୋଧି-ବିଧୌତ-ଶରୀରା,
ତାଳତମାଳ-ସୁଶୋଭିତ-ତୀରା,
ଶୁଭ୍ରତଟିନୀକୂଳ-ଶୀକର-ସମୀରା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ଘନ ବନଭୂମି ରାଜିତ ଅଙ୍ଗେ,
ନୀଳ ଭୂଧରମାଳା ସାଜେ ତରଙ୍ଗେ,
କଳ କଳ ମୁଖରିତ ଚାରୁ ବିହଙ୍ଗେ
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ସୁନ୍ଦରଶାଳି-ସୁଶୋଭିତ-କ୍ଷେତ୍ରା,
ଜ୍ଞାନବିଜ୍ଞାନ-ପ୍ରଦର୍ଶିତ-ନେତ୍ରା,
ଯୋଗୀଋଷିଗଣ-ଉଟଜ-ପବିତ୍ରା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ସୁନ୍ଦର ମନ୍ଦିର ମଣ୍ଡିତ-ଦେଶା,
ଚାରୁକଳାବଳି-ଶୋଭିତ-ବେଶା,
ପୁଣ୍ୟ ତୀର୍ଥଚୟ-ପୂର୍ଣ୍ଣ-ପ୍ରଦେଶା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

ଉତ୍କଳ ସୁରବର-ଦର୍ପିତ-ଗେହା,
ଅରିକୁଳ-ଶୋଣିତ-ଚର୍ଚ୍ଚିତ-ଦେହା,
ବିଶ୍ୱଭୂମଣ୍ଡଳ-କୃତବର-ସ୍ନେହା
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

କବିକୁଳମୌଳି ସୁନନ୍ଦନ-ବନ୍ଦ୍ୟା,
ଭୁବନବିଘୋଷିତ-କୀର୍ତ୍ତିଅନିନ୍ଦ୍ୟା,
ଧନ୍ୟେ, ପୁଣ୍ୟେ, ଚିରଶରଣ୍ୟେ
ଜନନୀ, ଜନନୀ, ଜନନୀ ।।

(କାନ୍ତକବି ଲକ୍ଷ୍ମୀକାନ୍ତ ମହାପାତ୍ର)

فہرست

نمبر شمار	مضامین			صفحہ
1	پیارا وطن اڑیشا	نظم	خالد رحیم	1
2	نمک کی کہانیاں	نثر	این۔سی۔آر۔ٹی	8
3	ماحول	نثر	ادارہ	19
4	آرزو	نظم	افسر میرٹھی	30
5	اشفاق اللہ خان	نثر	این۔سی۔آر۔ٹی	38
6	صحت اور زندگی	نثر	ادارہ	47
7	رات اور ریل	نظم	اسرارالحق مجازؔ	55
8	باپ کا خط بیٹے کے نام	نثر	ادارہ	66
9	پڑوسیوں کے حقوق	نثر	ادارہ	75
10	وادیِ گنگا میں ایک رات	نظم	اختر شیرانیؔ	84
11	یادگار اڑیشا	نثر	ادارہ	93
12	خلق کی خدمت	نثر	ادارہ	104
13	سلطان ٹیپو	نظم	امجد نجمیؔ	112
14	امن واماں	نثر	ادارہ	120
15	حسن اخلاق	نثر	ادارہ	129

پیارا وطن اڑیشا

زمین اڑیشا کے ہم پاسباں
ہمارا اڑیشا ہے جنت نشاں
یہ سنتوں کی دھرتی یہ رشیوں کا دیش
یہ مذہب کی وادی یہ ویوں کا دیش
یہ پھولوں کا گلشن یہ کلیوں کا دیش
ادیبوں کا مسکن یہ کویوں کا دیش
زمیں اس کی پیاری حسیں آسماں
ہمارا اڑیشا ہے جنت نشاں

یہاں گوپبندھو کی رفعت بھی ہے
مدھوسدن کی قابلیت بھی ہے
یہاں بوس کی عزم و ہمت بھی ہے
اوپندر کے گیتوں کی عظمت بھی ہے
جگن ناتھ داس ایسا شاعر یہاں
ہمارا اڑیشا ہے جنت نشاں

یہاں شوخ ندیاں حسیں آب دار
یہاں سبز کھیتوں پہ رنگِ بہار
یہاں گنگناتے ہوئے آبشار
یہاں سر اٹھاتے ہوئے کوہسار
ہے سمندر کا دلکش سماں
ہمارا اڑیشا ہے جنت نشاں

کسانوں کی دھرتی یہ خلدِ بریں
یہ خطہ ہے ہندوستان کا نگیں
یہاں زورِ بازو پہ سب کو یقیں
یہ دہقان ومزدور کی سر زمیں
یہاں فصلِ محنت کا رنگیں سماں
ہمارا اڈیشا ہے جنت نشاں

دیارِ اڈیشا ہے نقش کہن
یہاں پر کلا کے ہیں لاکھوں رتن
یہیں اشوکا نے بدلا چلن
یہ ہے دیش بھگتوں کا پیارا وطن
یہاں لوگ رکھتے ہیں عزمِ جواں
ہمارا اڈیشا ہے جنت نشاں

اڈیشا کا اپنا ہے اک رکھ رکھاؤ
نہیں ہندو مسلم میں کچھ بھید بھاؤ
سبھی کو پسند ایکتا کا سبھاؤ
زبانوں کا جھگڑا نہ کوئی تناؤ
فضا امن پرور حسیں شادماں
ہمارا اڈیشا ہے جنت نشاں

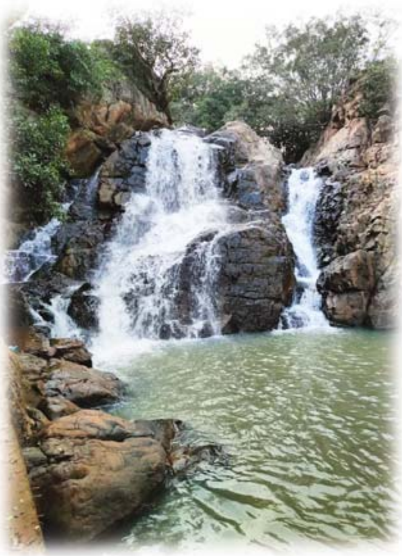

اڈیشا ہمارا دیارِ طہور
اڈیشا کی مٹی ہے آنکھوں کا نور
اڈیشا ہے خالؔد کے دل کا سرور
یہاں علم و فن کو ملا ہے شعور
کریں اور کیا اس کی عظمت بیاں
ہمارا اڈیشا ہے جنت نشاں

لفظ و معنی

لفظ		معنی
پاسباں	:	رکھوالی کرنے والا
جنت نشاں	:	جنت کی طرح
سنت	:	سادھو۔ فقیر
رِشی	:	مُنی
وادی	:	پہاڑوں کے درمیان سبزہ زار
مسکن	:	رہنے کی جگہ
رفعت	:	بلندی۔ اونچائی
عزم	:	ٹھوس ارادہ۔ ٹھان لینا
عظمت	:	بڑا پن
آب دار	:	چمکتی ہوئی
آبشار	:	بلندی سے گرتا ہوا پانی
خلدِ بریں	:	جنت الفردوس
نگیں	:	انگشتری کا نگینہ
دہقان	:	کسان۔ دیہاتی
دیارِ طہور	:	پاک جگہ۔ پاک شہر
سرور	:	خوشی۔ فرحت
شعور	:	عقل و سلیقہ۔ عقلمند
ولی	:	نیک مرد۔ مربّی
دلکش	:	دل کو کھینچنے والا۔ دل لبھانے والا
کوہسار	:	پہاڑ۔ پہاڑی

غور کیجیے:

☆ ہمارا اڈیشا اس لیے جنت نشاں ہے کہ یہ ہمارا جنم استھان ہے۔ یہ ہمارے پرکھوں کا مدفن ہے۔ اس کی گود میں ہم نے کھیلے کودے۔ اس نے ہمیں لوریاں سنائیں اور جھولے جھلائے۔ ہم نے اس کی گود میں آنکھیں کھولیں۔ اس میں رنگ برنگے پھول اور پھل دیکھے۔ اس کی کروڑوں نعمتوں سے ہم مستفید ہوئے۔ ہم نے اس کی مٹی کی خوشبو میں اپنا پن پایا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں اڈیشا ہمارا جنت نشاں ہے۔

☆ یہ صوبہ اڈیشا مختلف مذاہب وضع قطع، رنگ و نسل اور ایکتا کا سنگم ہے۔ یہاں کے ہندو شعرا نے پیغمبر اسلام کو خراج عقیدت پیش کیا ہے تو مسلم شعرا نے بھی رام چندر جی، کرشن جی، گوتم بدھ، گرو نانک پر نظمیں کہیں۔ یہاں بڑے بڑے ولی، صوفی، رشی، مُنی پیدا ہوئے جنھوں نے انسانیت کا پیغام سنایا اور لوگوں کے درمیان ایکتا کی اصل روح پھونکی۔

☆ وطن سے محبت کرنا ایک دینی فریضہ ہے۔ انسانی زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے۔ حب الوطنی کا نغمہ گانے والے انعامات کی خواہش سے قطعاً بے نیاز ہوا کرتے ہیں۔ ذاتی اغراض انفرادی فائدے کو قربان کر دیا کرتے ہیں۔ وطن کی محبت ایک نشہ ہے۔ جس سے محبّ وطن مدہوش ہو کر جان پر کھیل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وطن سے محبت کرنے والے کو ایماندار جبکہ غدار کو بے ایمان کہا جاتا ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) پہلے بند میں شاعر نے اڈیشا کی عظمت کس طرح بیان کی ہے؟

(ii) شاعر نے اس نظم میں اڈیشا کو کن کن لوگوں کا دیش کہا ہے؟

(iii) شاعر نے اپنی نظم میں اڈیشا کے کن کن شاعروں کا تذکرہ کیا ہے؟

(iv) اڈیشا میں کیسے کیسے دلکش سماں ہیں؟

(v) شاعر نے اڈیشا کے رہنے والے ہندو مسلم اور رکھ رکھاؤ کے متعلق کیا بات کہی ہے؟

نیچے لکھے ہوئے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

(i) .... ہم پاسباں
(ii) .... جنت نشاں
(iii) .... ملا ہے شعور
(iv) .... نہ کوئی تناؤ

تشریح کیجیے: نیچے لکھے ہوئے اشعار کو پڑھیے اور خلاصہ کیجیے۔

اڈیشا کا اپنا ہے اک رکھ رکھاؤ
نہیں ہندو مسلم میں کچھ بھید بھاؤ
سبھی کو پسند ایکتا کا سبھاؤ
زبانوں کا جھگڑا نہ کوئی تناؤ

مندرجہ ذیل الفاظ کو شاعر کس کے لیے استعمال کیا ہے:

(i) نقشِ کہن :..
(ii) بدلا چلن :..
(iii) جنت نشاں :..
(iv) قابلیت :..
(v) عظمت :..

نیچے دیے گئے الفاظ میں سے مفرد اور مرکب لفظ کی نشان دہی کیجیے۔

خلدبریں :.................. آب دار :.................. مسکن :..................

دیارطہور :.................. عزت دار:.................. رفعت :..................

جنت نشاں :.................. عظمت :.................. وطن :..................

نیچے دیے گیے لفظوں کے معنی بتا کر جملوں میں استعمال کیجیے:

لفظ	معنی	جملے
پاسباں	....	....
خلدبریں	....	....
عزم وہمت	....	....
رفعت	....	....
شوخ	....	....

نیچے دیے گیے الفاظ کو جملے بنائیے اس طرح کہ لفظ کے تذکیروتانیث کا پتہ خود بخود ہو جایے:

مثال : دوزخ : دوزخ گناہ گاروں کو پکار کر کہہ رہا ہے میں آگ کا گھر ہوں۔

(i) جنت : ....

(ii) شہر : ....

(iii) میدان : ....

(iv) پہاڑ : ....

(v) سروز : ....

تخلیقی اظہار:

☆ حب الوطنی ہمارے ایمان کا جز ہے۔ حب الوطنی کے اشعار اگر تمھیں کہیں سے یاد ہوں تو اپنے کلاس کے گروپ میں سنائیں اور ساتھیوں کے درمیاں شعر و شاعری سے متعلق قواعد کے بارے میں مذاکرہ کریں۔ وطن سے محبت کے تعلق سے ایک لیکچر تیار کر کے اپنے اسکول کی آزادی کی تقریبات میں پیش کیجیے۔

عملی کام:

☆ آپ اپنی کتاب (تلاش) کے حصہ نظم میں سے کسی ایک نظم کے شاعر کا تعارف اپنے استاد سے پوچھ کر معلوم کیجیے اور اسے اپنی کاپی میں محفوظ کیجیے۔

نمک کی کہانیاں

نمک ہماری زندگی کے لیے قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔اس کا استعمال اکثر ضروری اور تاثیر لامحدود ہے۔ نمک ہماری غذا کا اہم جز ہے۔ہمارے جسم میں بھی کئی قسم کے نمک (Salt)اور معدنیات (Minerals)پائے جاتے ہیں جن کی کمی یا زیادتی صحت کے لیے نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ آنکھ سے گرنے والے آنسو، لعابِ دہن، رگوں میں دوڑتے ہوئے خون، جسم کے پسینے اور مختلف رطوبتوں میں نمک ہوتا ہے۔غرض کہ نمک نہ صرف غذا کے ذائقے بلکہ جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے بھی ضروری ہے۔ ہماری زبان، کردار، چہرے، جذباتی رشتوں اور وفاداریوں میں بھی نمک بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔

نمک ایک ایسی چیز ہے جو مٹی، سمندر، پہاڑ، بعض پیڑ پودوں اور دھاتوں وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے۔اس کا کیمیائی نام سوڈیم کلورائیڈ (Sodium Chloride) ہے۔ یہ خالص شکل میں بھی ملتا ہے اور مختلف چیزوں سے کشید بھی کیا جاتا ہے۔اس کی کچھ خاص قسمیں ہیں جیسے سیندھا نمک، سانبھر نمک، سمندری نمک، کالا نمک، نوشادر اور سہاگا وغیرہ۔سیندھا نمک، امرت سری نمک بھی کہلاتا ہے۔ جو پہاڑوں سے نکالا جاتا ہے۔ سانبھر اور سمندری نمک کا استعمال سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ’’سانبھر نمک‘‘ جھیل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ جھیل راجستھان صوبے کی راجدھانی جے پور کے مغرب میں سانبھر نامی مقام پر واقع ہے۔یہ ہندوستان کی سب سے بڑی نمک کی جھیل ہے۔ اس کا رقبہ 90 مربع میل ہے۔اس میں آس پاس کی کئی ندیاں آکر گرتی ہیں جس کے سبب ان کا پانی بھی نمکین ہوجاتا ہے۔

یہاں سے ملک میں نمک کی پیداوار کا تقریباً نو فیصد حصّہ ہی حاصل ہوتا ہے۔ گرمی کے موسم میں یہ جھیل خشک ہو جاتی ہے۔ اسی زمانے میں یہاں سے نمک اکٹھا کر کے فیکٹریوں میں صفائی کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

اس جھیل کی کہانی بھی دل چسپ ہے۔ کہتے ہیں کہ آج جہاں تھار کا ریگستان واقع ہے، وہاں ہزاروں سال پہلے ٹیتھیس نامی اُتھلا سمندر تھا۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کے زیرِ اثر سمندر خشک ہو گیا لیکن اس کا نمک ریت میں گھل مل گیا۔ اسی لیے اس علاقے کی کئی جھیل میں نمک کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ جب پانی سوکھ کر جم جاتا ہے تو نمک بن جاتا ہے۔ یہ غذائی نمک کی پیداوار کا بڑا وسیلہ ہے۔

سمندر کا پانی عام طور پر نمک کی پیداوار کا سب سے بڑا عالمی مخزن ہے۔ پانی بے حد کھارا ہونے کے باعث پینے یا زراعت کے کام کا نہیں ہوتا البتہ یہ بڑی مقدار میں نمک بنانے کا کام آتا ہے۔

سمندری پانی سے نمک بنانے کا معاملہ تو ہمارے ملک کی تحریک ''ستیہ گرہ'' سے بھی جڑا ہوا ہے۔ نمک پر انگریزی حکومت کے کنٹرول کے خلاف ہمارے ملک میں بہت بڑی تحریک چلائی گئی تھی جسے ''نمک ستیہ گرہ'' کہا جاتا ہے۔ انگریزوں نے ہندوستانی عوام سے زیادہ سے زیادہ ٹیکس وصول کرنے کی خاطر نمک کا قانون بنایا اور ملک میں نمک بنانے اور بیچنے پر ٹیکس لگا دیا۔

مہاتما گاندھی اور دیگر قومی رہنماؤں کا کہنا تھا کہ نمک پر ٹیکس لگانا ایک غیر اخلاقی اور مذموم عمل ہے کیوں کہ نمک تو ہمارے کھانے کا بہت اہم جز ہے۔ انھوں نے انگریزوں کے ذریعہ نافذ کیے گئے نمک کے قانون کو ماننے سے انکار کر دیا اور 12 مارچ 1930ء کو سابرمتی آشرم سے اس کے خلاف اپنی تحریک کا آغاز کر دیا۔ گاندھی جی اور ان کے پیروکاروں نے سابرمتی سے ساحلی شہر ڈانڈی تک 240 میل سے زیادہ کا مارچ کیا جہاں انھوں نے ساحلِ سمندر پر پائے جانے والے قدرتی نمک کو جمع کر کے اور سمندر کے پانی کو اُبال کر نمک بنا کر حکومت کا قانون توڑا۔ اس ستیہ گرہ میں کسانوں، قبائلیوں اور عورتوں نے بڑی تعداد میں حصہ لیا۔

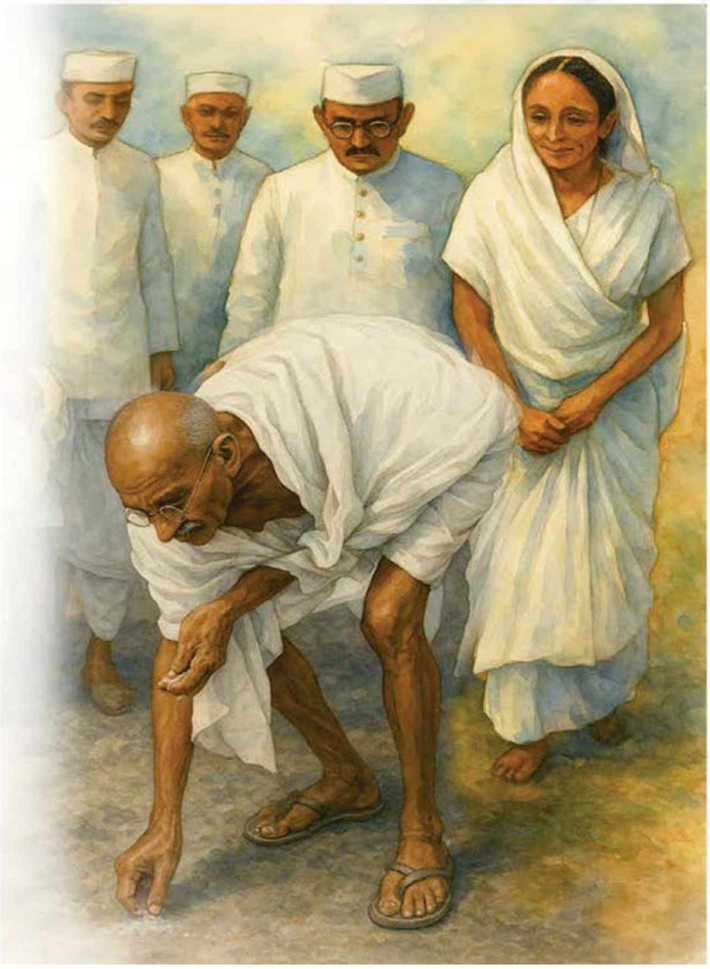

یہ تحریک تیزی سے پھیلی جس نے ملک کی آزادی کی جدوجہد کو ایک نئی راہ دکھائی۔اس کا مقصد برطانوی حکومت کے ذریعے لگائے گئے نمک پر ٹیکس کی مخالفت کرنا ہی نہیں بلکہ اہلِ وطن کو ان کے حقوق کا احساس دلا کر بیدار کرنا اور قومی اتحاد کو فروغ دینا بھی تھا۔اسی تحریک کے پس منظر میں ملک میں ''سول نافرمانی کی تحریک'' بھی شروع ہوئی۔نمک کی اس تحریک نے جدوجہد آزادی کے مشن کو بڑی تقویت بخشی۔

نمک صرف ہماری غذاؤں کو مزے دار ہی نہیں بناتا، ہماری جسمانی ضروریات کی تکمیل اور صحت کا بھی ضامن ہے۔

انسانی جسم میں نمک کی مقدار ایک توازن کے ساتھ موجود ہے۔یہ توازن بگڑ جائے تو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔مناسب مقدار میں نمک ہاضمہ کو درست رکھنے، خون کے دباؤ کو نارمل رکھنے اور ہمارے نسوں اور پٹھوں کو فعال رکھنے میں مدد کرتا ہے۔یہ جسم میں موجود رقیق مادّوں کو متوازن رکھتا ہے۔دوسری طرف اگر ان Minerals کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو کئی موذی امراض لاحق ہو جاتے ہیں مثلاً خون کا دباؤ بڑھنا، دل کے دورے پڑنا، رگوں پٹھوں کا درد، اعصابی نظام متاثر ہونے کی وجہ سے یادداشت کی کمزوری، گردوں کا فعل متاثر ہونا اور جسم میں رقیق مادوں (Fluids) کا کم ہوجانا۔نمک کی مقدار بڑھ جانے سے آج موٹاپا اور امراضِ قلب میں اضافہ ہورہا ہے۔عالمی صحت کے ادارے WHO کے ماہرین کے مطابق ایک دن میں 2300 ملی گرام یعنی ایک چائے کا چمچہ نمک ہی استعمال کرنا چاہیے۔ضرورت سے زیادہ استعمال جان لیوا بھی ہوسکتا ہے۔خاص بات یہ بھی ہے کہ کھانے میں گلا ہوا نمک پھلوں پر چھڑکے ہوئے نمک کا مقابلہ میں کم نقصان دہ ہوتا ہے۔ہمیں خالص نمک کی جگہ ایوڈین نمک ہی استعمال کرنا چاہیے۔

آیوڈین ایک ضروری مائیکرو نیوٹرینٹ ہے۔ انسانی جسم کے نشو ونما کے لیے روزانہ اوسطاً سو سے ایک سو پچاس مائکروگرام آیوڈین کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوراک میں غذایت سے متعلق آیوڈین کی کمی کی وجہ سے پیدا ہونے والے عوارض یا خرابی میں جسمانی معذوری اور دماغی کمزوری شامل ہیں۔ ان ہی عوارض سے حفاظت کے لیے اگست 1992 میں ''نیشنل گوئٹر کنٹرول پروگرام'' کا نام تبدیل کر کے ''نیشنل آیوڈین ڈیفیشینسی ڈس آرڈرز کنٹرل پروگرام'' رکھا گیا۔ آیوڈین کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے فوڈ سیفٹی اینڈ اسٹینڈ رڈ نے 2011 میں غیر آیوڈائز ڈ نمک کے فروخت پر پابندی لگا دی۔ اس ریگولیشن کے مطابق کوئی بھی شخص عام نمک کو براہ راست انسانی استعمال کے لیے فروخت یا پیش نہیں کرے گا۔

نمک صرف غذا میں ہی نہیں بلکہ مختلف صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ دوا سازی، غذا اور چمڑے کے تحفظ اور سڑکوں پر برف پگھلانے کے لیے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں جب Deep Freezers نہیں ہوتے تھے تو آئس کریم جمانے کی مشینوں میں برف کے ساتھ ثابت نمک ڈال کر آئس کریم جمائی جاتی تھی۔ کپڑا رنگنے کی صنعت میں بھی نمک کا استعمال ہوتا ہے۔ نمک کی ایک قسم سہا گا ہے جو سونے چاندی کو پگھلا کر صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

نمک کے ان تمام تاریخی، طبی، کیمیائی اور صنعتی فائدوں کے علاوہ زبان و ادب میں ہمارے محاوروں، کہاوتوں اور ضرب الامثال میں بھی اس کا استعمال ہوا ہے۔ چہرے پر نمک ہونا یعنی پُرکشش ہونا، گفتگو میں نمک ہونا یعنی گفتگو کا پُر لطف ہونا ہے۔ زخموں پر نمک چھڑکنا یعنی تکلیفوں کو بڑھا وا دینا، نان نمک کی فکر یعنی روزگار تلاش کرنا وغیرہ۔ یہ مثالیں نمک کی ہمہ جہتی اور اہمیت کا ثبوت ہیں۔

ادارہ

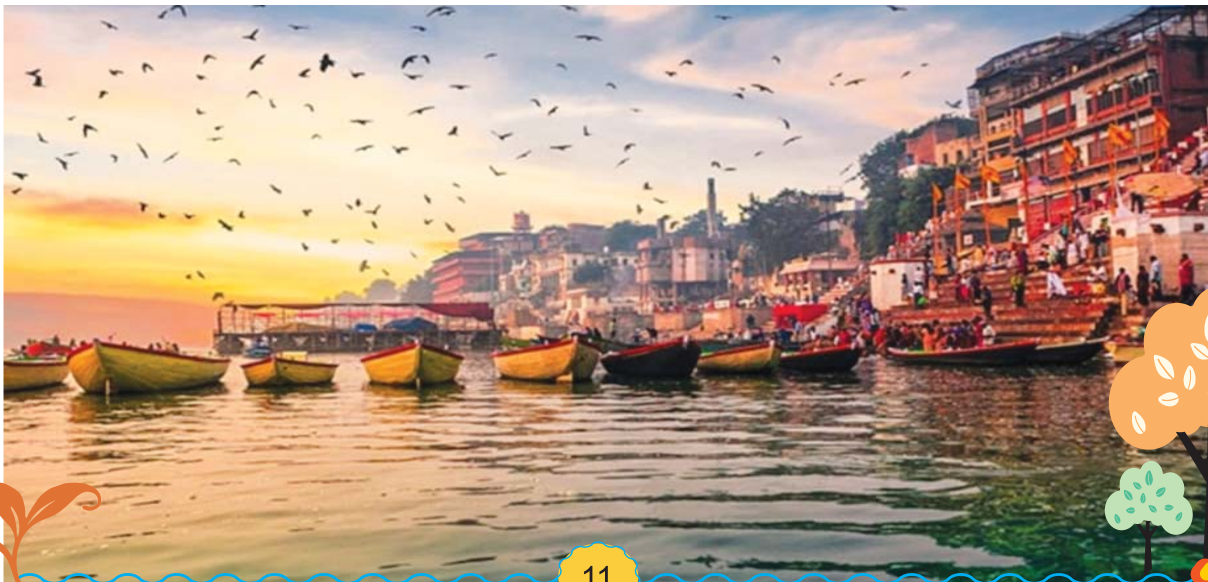

لفظ و معنی

لفظ		معنی
انمول	:	قیمتی۔نایاب
تحفہ	:	ہدیہ۔سوغات
لامحدود	:	جس کی حد نہ ہو۔بہت زیادہ
جز	:	حصّہ۔ٹکڑا
معدنیات	:	وہ چیز جو کان سے نکلے۔دھات
لعابِ دہن	:	تھوک۔رال
رطوبت	:	نمی۔تری۔بھیگا
استعارہ	:	مانگنا۔ادھار لینا
کشید	:	کھینچنا۔عرق نکالنا، نچوڑنا
خشک	:	سوکھا۔بے مزہ۔تشنہ
ریگستان	:	ریتیلا میدان۔صحرا۔ریت کا ملک
مخزن	:	خزانہ۔گودام۔اسٹور
زراعت	:	کھیتی باڑی۔کھیتوں میں فصل اگانا
تحریک	:	حرکت دینا۔مہم۔ابھارنے کا عمل۔اشتعال
مذموم	:	مذمت۔برائی۔بُرا
نافذ	:	جاری ہونا۔صادر ہونا
ساحل	:	کنارہ۔سمندر یا دریا کا کنارہ
مخالفت	:	اختلاف کرنا۔خلاف میں رائے قائم کرنا
اتحاد	:	یکجہتی۔ایک ہونا۔مل کر رہنا۔میل ملاپ
فروغ	:	ترقی۔بڑھوتری۔بلندی۔بڑھاوا
جدوجہد	:	کوشش۔دوڑ دھوپ
تقویت	:	طاقت۔مضبوطی۔قوت دینا

لفظ و معنی:

لفظ		معنی
توازن	:	ہم وزن ہونا۔ موازنہ کرنا۔ برابر وزن
رقیق	:	نرم۔ پتلا۔ ملائم
موذی	:	خطرناک، نقصان پہنچانے والا۔ ایذا دینے والا
نشوونما	:	بڑھنا۔ پھلنا پھولنا۔ پرورش۔ ترقی
عوارض	:	عارض کی جمع ہے۔ بیماریاں۔ پیش آنے والے حالت۔ مرض۔ دکھ
فعال	:	سرگرم۔ خوب کام کرنے والا
ضامن	:	ذمہ دار۔ کفیل۔ وہ شخص جو کسی کی ضمانت دے

غور کیجیے:

☆ نمک ہماری زندگی کا ایک لازمی جز ہے۔ یہ صرف کھانوں کا ذائقہ بڑھانے کا ذریعہ نہیں بلکہ صحت کے لیے بھی مفید ہے۔ یہ جسم میں پانی کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔

☆ نمک حاصل کرنے کے لیے مختلف قدرتی ذرائع ہیں۔ ایک ذریعہ سمندر کا پانی ہے۔ ساحلی علاقوں میں جیسے گجرات، مہاراشٹر، تمل ناڈو، اندھرا پردیش اور اڈیشا وغیرہ میں سمندر سے نمک حاصل کیا جاتا ہے۔ کہیں کہیں جھیلوں کے کھارے پانی سے بھی نمک حاصل کیا جاتا ہے۔

☆ ہماری بول چال کی زبان میں نمک سے جڑے کئی محاورے اور کہاوتیں استعمال کیے جاتے ہیں۔ جو اس کی اہمیت کی اجاگر کرتے ہیں۔ مثلاً نمک حلال: جس کا مطلب ہے اپنے کام اور ذمہ داری کو دیانت سے نبھانا۔ وفادار۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) ہماری زندگی میں نمک کی کیا اہمیت ہے؟
(ii) پہاڑوں سے نکلنے والے نمک کے متعلق وضاحت کیجیے۔
(iii) ہندوستان کی سب سے بڑی نمک کی جھیل کہاں واقع ہے؟
(iv) ''نمک ستیہ گرہ'' کسے کہتے ہیں؟
(v) انگریزوں نے نمک کا قانون کب اور کہاں بنایا؟
(vi) نمک کا استعمال روزمرہ زندگی کے کن کن شعبوں میں کیا جاتا ہے؟

درج ذیل خالی جگہوں کو صحیح جواب سے پر کیجیے:

(i) WHO کے ماہرین کے مطابق ایک دن میں .... نمک استعمال کرنا چاہیے۔
(ii) انسانی جسم کی نشوونما کے لیے روزانہ................ ایوڈین کی ضرورت ہوتی ہے۔
(iii) ....نمک سونے چاندی کو پگھلا کر صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔
(iv) نمک کا کیمیائی نام................ ہے۔
(v) ستیہ گرہ تحریک................ نے شروع کی تھی۔

نیچے دیے گیے اسم کو صفت میں تبدیل کر کے خالی جگہوں کو پُر کیجیے۔

بحر۔ روشنی۔ عمارت۔ تحقیق۔ بچپن۔ بوڑھا

مثال: بوڑھا: اکثر بڑھاپے میں دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔
(i) کھیت کی منڈیر پر بیٹھا ہوا بزرگ آدمی................ حرکتیں کر رہا تھا۔
(ii) جنگل سے کاٹے گئے درخت کی لکڑی................ ضرورت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
(iii) عام طور پر دو جزیروں کے درمیان................ سواریاں ہی کام آتی ہیں۔
(iv) حادثے کی وجوہات معلوم کرنے کے لیے................ کمیشن قائم کیا گیا ہے۔
(v) سورج نکلتے ہی دنیا................ ہو جاتی ہے۔

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:

جملوں میں کسی پہلو پر زور ڈالنے یا تاکید کے لیے جو حروف استعمال ہوتے ہیں انہیں حروف تخصیص کہتے ہیں۔ نیچے دیے گیے جملوں کو پڑھیے اور غور کیجیے کہ انھیں پڑھتے یا بولتے ہوئے ہم کن لفظوں پر زور دیتے ہیں:

- اس جھیل کی کہانی بھی دلچسپ ہے۔
- نمک صرف غذا میں ہی نہیں بلکہ مختلف صنعتوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
- ہر اہل وطن کو اپنے حقوق سے واقف ہونا چاہیے۔
- تم نے سیندھا نمک کا نام سنا ہے نا۔

آپ اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور پانچ جملے بنائیے۔ جن میں حروف تخصیص کا استعمال کیا گیا ہو۔

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

(iv) ....

(v) ....

وہ لفظ جو اپنے اصل معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال کیا جائے اسے استعارہ کہتے ہیں۔ جیسے

زید ''شیر'' ہے۔ اس جملے میں زید کو شیر کہا گیا نہ کہ شیر جیسا۔ یہاں شیر کا استعارہ ایک ساتھ کئی معنی پیدا کرتا ہے۔ زید شیر کی طرح پھرتیلا ہے یا بہادر ہے یا خوف ناک ہے یا بھاری بھرکم ہے یا شیر کی طرح دوسروں کا سہارا نہیں لیتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی خوبیاں ایک ساتھ سامنے آتی ہیں۔ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کیجیے اور پانچ جملے بنائیے جن میں استعارے کا لفظ استعمال کیا گیا ہو۔

(i)

(ii)

(iii)

(iv)

(v)

آپ کو معلوم ہے کہ جملہ کو مفرد جملہ کہتے ہیں۔ جب دو یا دو سے زیادہ جملوں کو جوڑ کر جملہ بنایا جاتا ہے تو اسے مرکب جملہ کہتے ہیں۔ جیسے سورج ڈوب گیا اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔

آپ مفرد جملوں کو جوڑ کر مرکب جملے بنائیے اور نیچے لکھیے

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

(iv) ....

(v) ....

آپ پڑھ چکے ہیں کہ کہاوت وہ فقرہ، جملہ یا قول ہے جسے بات میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے اونچی دُکان پھیکا پکوان۔ آٹے میں نمک۔ کہاوت کے پیچھے کوئی واقعہ یا کہانی ضرور ہوتی ہے۔ ہماری زبان میں کہاوتوں کا ایک بڑا خزانہ پایا جاتا ہے۔ اپنے استاد کی مدد سے چند کہاوتیں اور ان کے پیچھے واقعات یا کہانی کو معلوم کر کے لکھیے۔

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

(iv) ....

(v) ....

تلاش کیجیے:

☆ نمک میں موجود آیوڈین کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟ اپنے اساتذہ سے معلوم کیجیے اور اپنی کاپی میں لکھیے۔

☆ ہمارے ملک میں کچھ شہر کچھ چیزوں کے لیے مشہور ہیں۔ نیچے دیے گئے شہروں کے نام کے سامنے وہاں کی مشہور چیزوں کے نام لکھیے۔

(i) کولکاتا : ....

(ii) بنارس : ....

(iii) آگرہ : ....

(iv) متھرا : ....

(v) کٹک : ....

بعض ایسے مرکب ہوتے ہیں جن میں دو الگ الگ لفظ مل کر ایک نیا لفظ بناتے ہیں لیکن اس

میں دونوں الفاظ کی صفات نہیں پائی جاتیں۔ جیسے گلاب جامن۔ اس میں نہ گلاب ہوتا ہے اور نہ ہی جامن اسی طرح آپ بھی تین مرکب تلاش کر کے لکھیے۔

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

نمک کے حوالے سے کچھ محاورے دیے جا رہے ہیں ان کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

محاورے	معنی	جملوں میں استعمال
(i) نمک چھڑکنا	....	....
(ii) نمک کا حق ادا کرنا	....	....
(iii) زخموں پر نمک چھڑکنا	....	....
(iv) نمک مرچ لگانا	....	....
(v) گفتگو میں نمک ہونا	....	....

سمندر کے کنارے آباد پانچ بڑے شہروں کے نام معلوم کر کے لکھیے :

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

(iv) ....

(v) ....

تخلیقی اظہار:

☆ نمک کے فوائد و نقصانات پر اپنے مختصر خیالات کا اظہار کیجیے۔

☆ آپ اپنے ساتھیوں کی مدد سے نمک پر ایک نظم لکھیے۔

☆ ڈانڈی مارچ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

عملی کام:

☆ ڈانڈی مارچ سے متعلق کچھ تصاویر جمع کیجیے اور واقعاتی تسلسل کے ساتھ اپنی نوٹ بک میں چسپاں کرتے ہوئے ہر اک کے لیے تعارفی جملہ لکھیے۔

☆ ہم سمندر سے اپنا نمک خود بنائیں گے اور انگریزوں کا نمک نہیں کھائیں گے۔ اسی طرح اپنے ساتھیوں کی مدد سے نعروں کی فہرست تیار کر کے اپنی جماعت میں لگائیے۔

☆ سبق میں نمک کی مختلف قسموں کا ذکر ہوا ہے۔ جن میں سانبھر اور سیندھا نمک کھانے میں استعمال ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی جو نمک ہیں ان کے نام لکھ کر بتائیے کہ وہ کہاں سے حاصل ہوتے ہیں اور ان کا استعمال کیا ہے۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ مل کر لائبریری کی مدد سے لکھ کر کمرۂ جماعت میں سنائیے۔

☆ انٹرنیٹ کی مدد سے ڈانڈی مقام پر واقع قومی نمک ستیہ گرہ میموریل کے بارے میں معلومات کیجیے۔

ماحول

جہاں ہم رہتے سہتے ہیں اس کے ارد گرد کی چیزوں کو ماحول کہا جاتا ہے۔ اگر ہمارے گھر، گاؤں، شہر وغیرہ کا ماحول آلودہ اور پراگندہ ہو تو اس سے ہماری صحت متاثر ہوتی ہے۔ ماحول میں طرح طرح کی بیماریاں پھیلتی ہیں تو ہماری زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اس لیے ہمیں ماحول کی پراگندگی کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا ضروری ہے۔ ماحول کی غلیظ اور زہریلی چیزوں سے صحت پر بُرے اثرات پڑتے ہیں، ان چیزوں کی موجودگی کو ماحول کی آلودگی کہا جاتا ہے۔ یہ آلودگی زہریلی گیس، شعاع ریزی اور تیز و بے ہنگم آواز کی شکل میں نمودار ہو سکتی ہے۔ جہاں سائنس نے ہماری سہولتوں اور روزمرہ زندگی کی ضرورتوں کے لیے بہت سی نعمتیں ایجاد کی ہیں، وہیں انسان کی زندگی کے لیے خطرات بھی پیدا کر دیے ہیں۔ ماحول کی آلودگی انسانی جسم و جان کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ماحول کی آلودگی کے خطرات سے آج پوری دنیا کانپ رہی ہے۔ یہ ماحول کی آلودگی ایٹمی جنگ سے بھی زیادہ تباہ کن اور خطرناک ہے۔

آج کے زمانے میں انسانی ضرورتیں بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ معاشی ترقی کے لیے صنعت و حرفت کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے دنیا کے بڑے اور چھوٹے شہروں کے علاوہ قصبوں اور دیہاتوں

کی ہواؤں میں ان گنت پیٹرول اور ڈیزل گاڑیوں اور کارخانوں سے نکلنے والے کئی طرح کے زہریلے مواد اور گیسوں کی بہتات ہے۔ جہاں بھی ہوا اور پانی میں صحت کو نقصان پہنچانے والے مادّوں اور گیسوں کی مقدار بہت ہو وہاں لوگوں کی صحت پر برے اثرات کا پڑنا یقینی ہے۔ ان گیسوں کے اثر سے چہرے، آنکھیں اور دوسرے بیرونی اور اندرونی اعضاء بھی مختلف بیماریوں کے شکار ہو جاتے ہیں۔

ایندھن کی فراہمی کے لیے بڑے پیمانے پر جنگلوں کے درخت کاٹے جانے لگے۔ لوہے اور اسٹیل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے، کپڑے اور شکر کی کمی کو پورا کرنے کے لیے فیکٹریاں قائم کی گئیں۔ ان میں لگی چمنیوں سے بھاری مقدار میں کاربن ڈائی اکسائڈ گیس دھوئیں کے ساتھ مل کر ہوا میں شامل ہونے لگی۔ فیکٹریوں کا زہریلا پانی ندیوں میں چھوڑا جانے لگا اور اس طرح پانی میں گندگی پھیلنے لگی۔ درختوں کے کٹنے کی وجہ سے مٹی کو زبردست نقصان پہنچا، کیوں کہ درختوں کی جڑیں مٹی کی محافظ تھیں۔ جگہ جگہ زمین کی کھدائی کے ذریعے نئے نئے کارخانے بننے لگے۔ پانی کے تیز بہاؤ سے بھی زمین کٹنے لگی۔ بہت سے بڑے شہروں میں صاف پانی پینے کا انتظام نہیں ہے۔ یقیناً وہ آلودہ پانی پیتے ہیں اور طرح طرح کے امراض مثلاً ہیضہ، یرقان، ٹائفائیڈ، پیچش، دست وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پانی کی آلودگی سے مچھلیاں بھی متاثر ہوتی ہیں اور ان کو کھا کر انسان مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ہوا کی آلودگی بھی انسان کی صحت کے لیے کافی خطرناک ہوتی ہے۔ کوئلے اور تیل کے جلنے پر کاربن ڈائی اکسائیڈ، سلفر ڈائی اکسائیڈ اور دھواں پیدا ہوتا ہے۔ یہ زہریلی گیس موٹر گاڑیوں سے بھی بڑی مقدار میں نکلتی ہیں۔ سلفر ڈائی اکسائیڈ کا سانس کی نلیوں، آنکھوں اور پھیپھڑوں پر خاصا برا اثر پڑتا ہے۔ بلکہ یہ گیس انسان کی صحت کے لیے انتہائی خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ 2 دسمبر 1984ء کو بھوپال میں ایک کھاد کمپنی سے زہریلی گیس کے خارج ہونے سے پوری فضا زہر آلود ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں افراد جو سوئے ہوئے تھے وہ موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے سو گیے۔ اسی طرح ایک اور الم ناک واقعہ 4 دسمبر 1985ء کو دہلی میں رونما ہوا تھا۔ کوئلہ کے زیادہ جلنے سے جو زہریلی گیس پیدا ہوتی ہے اسے کاربن مونو آکسائیڈ کہتے ہیں۔ سگریٹ کے گاڑھے دھوئیں میں کاربن مونو آکسائیڈ بڑی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔

یہ دھواں سگریٹ پینے والے اور آس پاس کے لوگ سانس کے ذریعے اپنے پھیپھڑوں میں اتار لیتے ہیں تو یہ صحت کے لیے نہایت مضر اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے ایسے علاقوں میں جہاں موٹر گاڑیوں سے کاربن مونو آکسائیڈ کافی مقدار میں نکلتا ہے اس کی وجہ سے دل کا دورہ پڑنے لگتا ہے۔

اگر کاربن ڈائی اکسائیڈ سے بچاؤ کی تدبیر نہیں کی گئی، زمین پر درختوں کو کثرت سے نہیں لگایا گیا، جنگلوں کا کاٹنا بند نہیں کیا گیا اور کوئلہ، تیل اور دوسرے ایندھنوں کا بے جا استعمال اسی طرح ہوتا رہا تو دنیا میں شدید ماحولیاتی خطرہ پیدا ہوسکتا ہے۔ زمین اپنی گرمی سورج سے حاصل کرتی ہے اور جو گرمی زمین

حاصل کرتی ہے وہ انفرارڈ شعاعوں کے ذریعے اوپر کو لوٹا دیتی ہے۔ اس طرح زمین اور فضا کے درجۂ حرارت کا توازن برقرار رہتا ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کا تناسب بڑھتا رہا تو زمین جو گرمی اوپر کو لوٹا دیتی ہے وہ واپس نہیں جاسکے گی اور درجۂ حرارت رفتہ رفتہ بڑھتا رہے گا۔ اس صورت میں کاربن ڈائی اکسائیڈ ''گرین ہاؤس'' کا کام انجام دے گا اور اس کے اثرات کو ''گرین ہاؤس'' اثر کہتے ہیں۔ درجۂ حرارت میں اضافے کی وجہ سے انٹارکٹیکا اور گرین لینڈ میں جہاں برف کی موٹی تہیں جمی ہوئی ہیں وہ تہیں پگھلنا شروع ہو جائیں گی۔ کچھ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اس طور پر اکیسویں صدی کے نصف یا اخیر تک درجۂ حرارت میں اضافہ کی وجہ سے سمندر کی سطح کئی میٹر اونچی ہو جایے گی اور دنیا کے دو شہر جو ساحل کے کنارے آباد ہیں ڈوب جائیں گے۔

عموماً کہا جاتا ہے کہ تیسری جنگ عظیم پانی کے مسئلہ پر لڑی جایے گی، لیکن بڑھتی ہوئی فضائی کثافت کے سبب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالمی جنگ پانی کے لیے نہیں خشکی کے لیے لڑی جایے گی، دنیا کا درجۂ حرارت سال بہ سال بڑھ رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بحر شمالی پگھلنے لگا ہے اور سمندر کی سطح اونچی ہونے لگی ہے۔ اس وقت بحر ہند میں ہمارا سب سے چھوٹا پڑوسی جزیرہ مالدیپ بڑھتے ہویے عالمی درجۂ حرارت کے سبب زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ چھوٹے چھوٹے 1192 جزیروں پر مشتمل مالدیپ کی سب سے اونچی زمینی سطح سمندر سے صرف ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ اگر سمندر کی سطح اسی طرح بڑھتی رہی تو سب سے پہلے مالدیپ کے لگ بھگ تین لاکھ باشندے بے گھر ہو جائیں گے۔

ہوا کی ایک سطح اوزون نامی ایک گیس پر مشتمل ہے۔ یہ گیس الٹراوائلٹ (بالا بنفشئی) شعاعوں کو زمین پر آنے سے روکتی ہے۔ اگر یہ شعاعیں روکی نہ جائیں تو یہ انسان کے چمڑے کو جلا دیں گی اور کینسر جیسی بیماری کا باعث بنیں گی۔ ایک گیس کلوروفلوروکاربن ہے جس کا استعمال ریفریجریٹرس میں ہوتا ہے۔ یہ گیس فضا میں مل کر اوزون گیس کی سطح میں چھید پیدا کرتی ہے۔ اس چھید کی راہ سے الٹراوائلٹ شعاعیں زمین تک پہنچ کر انسان کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ کلوروفلوروکاربن کا استعمال ترقی یافتہ ملکوں میں کثرت سے ہو رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں اوزون گیس پر برا اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے چمڑے کے کینسر میں اضافہ، زراعت کی پیداوار میں کمی اور ہوا کے درجۂ حرارت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سے زرخیز زمینوں کے بنجر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس طرح آئندہ سالوں میں ایشیا بھی قحط اور فاقے کا شکار ہو سکتا ہے۔

پالی تھین کی ایجاد انسان کی نئی ایجادات میں سے ایک ہے۔ روزمرہ کی وہ کون سی چیز ہے جس کو پالی تھین میں لایا نہیں جاتا؟ ان کو استعمال کرنے کے بعد لاپرواہی سے ادھر ادھر پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ گلیوں میں ہوا کے جھونکوں کے ذریعہ چاروں طرف بکھری پڑی رہتی ہے۔ نہ مٹی میں گلتی ہے اور نہ پانی میں، بلکہ پالی تھین پانی میں ڈیڑھ سو سال تک بھی نہیں گلتی، جب اس کا ڈھیر کھاد کے ساتھ کھیتوں میں چلا جاتا ہے تو زرخیزی میں اضافہ ہونے کے بجائے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔ پالی تھین کی تھیلیوں کو جلانے سے خطرناک قسم کا دھواں پیدا ہوتا ہے، جو ہوا میں مل جاتا ہے۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو سانس لینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو اس کے دھوئیں میں سانس لینے سے انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ حلانکہ بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے وسائل کا بڑے پیمانے پر استعمال ضروری ہے، پھر بھی اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ زمین، پانی اور ہوا کو آلودگی سے بچایا جایے۔ ورنہ سب کی جان خطرے میں ہے۔

لہٰذا ماحولیاتی تحفظ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے، جس کا ہر شخص کو لحاظ رکھنا چاہیے۔

لفظ و معنی

لفظ	:	معنی
پراگندگی	:	گندگی۔ پریشانی۔ انتشار
آلودہ	:	ناپاک۔ نجس
غلیظ	:	گندہ۔ گاڑھا
شعاع ریزی	:	روشنی ڈالنا۔ چمکنا۔ درخشاں کرنا
تباہ کن	:	برباد کرنے والا۔ اُجاڑنے والا
بے ہنگم	:	بھونڈا۔ غیر موزوں۔ بے ڈول
نمودار	:	نکلنا۔ ظاہر ہونا
یرقان	:	ایک مرض جس میں جسم، آنکھیں اور چہرے زرد ہو جاتے ہیں
مضر	:	نقصان پہنچانے والا۔ نقصان دہ
کثافت	:	ٹھوس۔ گاڑھا پن۔ سخت
کشمکش	:	کھینچا تانی۔ دشواری۔ رُکاوٹ
ایندھن	:	لکڑی۔ جلانے کی چیزیں
جزیرہ	:	خشکی کا وہ خطہ جسکے چاروں طرف پانی ہو۔
سطح	:	بالائی حصہ۔ چھت۔ میدان
غرقاب	:	پانی میں ڈوبا ہوا
قحط	:	خشک سالی۔ کال۔ کمیابی۔ گرانی
زرخیز	:	سرسبز۔ شاداب۔ سیر حاصل
وسائل	:	(وسیلہ کی جمع) ذرائع۔ اسباب۔ جتن۔ سہارا

غور کیجیے:

☆ اس مضمون میں ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ماحول کو ہر اس چیز سے بچانا ہے جس سے ماحول پراگندہ ہوتا ہے۔ ماحول بہتر ہوگا تو انسانی زندگی بہتر ہوگی۔

☆ ضروریات زندگی کی خاطر نئی نئی ایجادات ہوتی رہیں گی۔ مگران سے پیدا ہونے والے خطرات ونقصانات سے بچنے کے لیے معلومات کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا سماج میں عصری تعلیم کو عام کیا جانا ضروری ہے۔

☆ فضاء، اللہ کی دی ہوئی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کی ہمیں قدر کرنا چاہیے۔ اگر فضا آلودہ ہوتی ہے تو انسانوں کی صحت پر سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔ صحت مند انسان ہی اپنے ماحول کی پوری پوری حفاظت کر سکتا ہے۔

☆ ماحول میں پیدا ہونے والے ناگہانی حالات وحادثات کے خطرے سے بچنے کے لیے باخبر رہنا ضروری ہے۔ جس سے خود کو اور دوسروں کو کسی قدر محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

☆ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں ان میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ ماحول کے بہتر ہونے یا بگڑنے میں انسان سب سے بڑا ذمہ دار ہے۔ خدمتِ خلق انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اگر انسان ماحول کو بنانے اور بچانے کی کوشش میں حصہ دار بنے گا تو خدمت خلق کا حق ادا ہوسکتا ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) ماحول کہنے سے آپ کیا سمجھتے ہیں اس سے ہماری صحت کیسے متاثر ہوتی ہے؟

(ii) پیٹرول اور ڈیزل کے دھویں سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

(iii) کاربن ڈائی اکسائیڈ اور زہریلے پانی کے نقصانات بتائیے؟

(iv) آلودہ ہوا ہماری صحت کو کیسے متاثر کرتی ہے؟

نیچے درج نقصان پہنچانے والی چیزوں کے سامنے متاثر ہونے والی چیزوں کو لکھیے :

(i) کاربن مونو اکسائڈ : ....

(ii) فیکٹریوں کا زہریلا پانی : ....

(iii) پانی کا تیز بہاؤ : ....

(iv) آلودہ پانی : ....

(v) سلفر ڈائی آکسائیڈ : ....

(vi) سگریٹ کا دھواں : ....

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے :

☆ ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

ابھی اندھیرا چھایا ہوا ہے۔

ابھی سورج نہیں نکلا ہے۔

پہلے جملے کو 'مثبت' جملہ کہتے ہیں۔ دوسرے جملے کو منفی جملہ کہتے ہیں۔ لیکن انہیں پڑھنے سے معلوم یہ ہورہا ہے کہ پہلے اور دوسرے جملے میں بات ایک ہی کہی گئی ہے۔

☆ درج ذیل جملوں کو منفی جملوں میں تبدیل کیجیے:

(i) صحت مند آدمی بیماری سے متاثر ہوتا ہے۔

(ii) معاشی ضرورت کے لیے صنعت وحرفت ضروری ہے۔

(iii) ایٹمی طاقت آبادی کے لیے خطرناک ہے۔

(iv) صحت پر برے اثرات کا پڑنا یقینی ہے۔

مثال میں دیے گئے اشارے کی مدد سے خالی جگہ بھریے:

مثال: یہ تحفہ نامعلوم شخص نے بھیجا ہے۔(سابقہ) نا

(i) صحت مندی پہلے مشکل تھی مگر اب آسان ہوگئی ہے۔(متضاد).................................

(ii) 1985ء میں بھوپال میں زہریلی گیس خارج ہوئی تھی۔(لاحقہ)..............................

(iii) سب سے کم درجۂ حرارت گرین لینڈ میں ہے۔(ظرف مکان)...............................

(iv) پچھلے سال میں نے درخت لگایا تھا۔ (ظرف زمان) ....

(v) انسان بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ (محاورہ) ....

خالی جگہوں میں درست الفاظ استعمال کر کے پُر کیجیے:

(i) سگریٹ کا دھواں ....کو خراب کرتا ہے۔ (معدہ۔جگر۔پھیپھڑے)

(ii) انٹارکٹیکا اور گرین لینڈ میں درجۂ..................بہت کم ہے۔(نجاست۔حرارت۔نباتات)

(iii) ہوا کی ایک سطح......................نامی ایک گیس پر مشتمل ہے۔

(سلفر ڈائی اکسائڈ۔کاربن مونو اکسائڈ۔اوزون)

(iv) پالی تھین زمین کی زرخیزی میں......................کرتا ہے۔ (اضافہ۔بیشی۔کمی)

(v) فیکٹری کی چمنیوں سے نکلنے والا دھواں ....کہلاتا ہے۔

(کاربن ڈائی اکسائڈ۔آکسیجن۔سی این جی)

نیچے درج کئی لفظوں کے لیے ایک لفظ تحریر کیجیے:

مثال: ماحول سے متعلق کئی چیزیں۔ ماحولیاتی

(i) تجربہ سے متعلق۔ ....

(ii) حیات سے متعلق۔ ....

(iii) زراعت سے متعلق۔ ....

(iv) تدبیر سے متعلق۔ ....

(v) ملک سے متعلق۔ ....

جدول میں دیتے گئے ھدایت کے مطابق ماحول کوخراب / بہتر کرنے والے عمل کو پھر سے لکھیے ۔

(i) پالی تھین کو جلا کر کوڑے دان میں ڈالنا۔
(ii) آنگن میں پودے لگانا۔
(iii) لکڑی کے چولہے میں کھانا بنانا۔
(iv) بڑے بڑے درختوں کو کاٹ دینا۔
(v) بارش کے پانی کو کسی گڈھے یا تالاب میں محفوظ کر لینا۔
(vi) جنگل میں آگ لگانا۔
(vii) بیکار زمین میں گھنے پیڑ لگانا۔
(viii) بلاضرورت گاڑیوں میں پیٹرول، ڈیزیل کا استعمال کرنا۔

خراب عمل	بہتر عمل

سبق میں موجود مشکل الفاظ کے معنی اور مترادفات تلاش کر کے فہرست بنائیے۔

لفظ	معنی	مترادیف

درج ذیل الفاظ کے تلازمات مثال کے مطابق لکھیے۔

الفاظ	تلازمات
باغ	پودے۔پرندے۔تتلیاں۔درخت۔پھول۔انسان
ہسپتال	
اسکول	
جنگل	
بازار	

درج ذیل الفاظ کو غور سے پڑھیے اور سوچیے اسی طرح کے چند الفاظ آپ اپنی سبق سے تلاش کر کے لکھیے۔

مثال : رحم وکرم۔خواب وخیال۔نشیب وفراز

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

(iv) ....

(v) ....

تخلیقی اظہار:

☆ تصور کیجیے کہ آپ ماحول بچانے کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔کیا کیا اقدام کریں گے اپنے گروپ میں بیان کیجیے۔

☆ اسکول انتظامیہ کی طرف سے ماحولیاتی تحفظ کے پروگرام کے بارے میں اپنے گاؤں کے مدرسے کے ساتھیوں میں مذاکرہ کیجیے۔

☆ ماحولیاتی تحفظ کے کسی ادارے میں جا کر معلوم کیجیے وہاں کون کون سے کام انجام دیئے جاتے ہیں۔اپنی جمع کی گئی معلومات کی بنیاد پر ایک رپورٹ تیار کیجیے۔

عملی کام

☆ عالمی طور پر ماحولیاتی تحفظ کے سلسلے میں کیا کیا انتظامات کیئے جا رہے ہیں اپنے والدین کے ساتھ مذاکرہ کر کے اس میں اپنی رائے کو شامل کر کے ایک مختصر مضمون لکھیے۔

☆ ماحول خراب ہو تو اس کا کیا نقصان ہے اس کی ایک فہرست تیار کر کے اپنی کاپی میں محفوظ کیجیے۔

☆ ماحول کو بہتر بنانے کے لیے کس کس طرح کے انتظامات کیا جانا چاہیے اپنی معلومات کی حد تک تحریر کر کے اپنے استاد کو دکھائیے۔

☆ ''ماحولیاتی تحفظ'' پر ایک لیکچر تیار کر کے اپنے اسکول کے سالانہ پروگرام میں تقریر کیجیے۔

آرزو

درد جس دل میں ہو میں اس کی دوا بن جاؤں
کوئی بیمار اگر ہو تو شفا بن جاؤں
دکھ میں جلتے ہوئے لب کی میں دُعا بن جاؤں
ہائے وہ دل جو تڑپتا ہوا گھر سے نکلے
اُف وہ آنسو جو کسی دیدۂ تر سے نکلے
میں اس آنسو کو سُکھانے کو ہوا بن جاؤں
دور منزل سے اگر راہ میں تھک جائے کوئی
جب مُسافر کہیں رستے میں بھٹک جائے کوئی
خِضر کا کام کروں راہ نُما بن جاؤں

نور سے عیش و مسرّت کے وطن کو بھر دوں
غم سے تاریک جو دل ہو اسے روشن کر دوں
ہر اندھیرے کے لیے ایک دیا بن جاؤں
عمر کے بوجھ سے جو لوگ دبے جاتے ہیں
ناتوانی سے جو ہر روز جھکے جاتے ہیں
ان ضعیفوں کے سہارے کو عصا بن جاؤں
خدمتِ خلق کا ہر سمت میں چرچا کر دوں
مادرِ ہند کو جنت کا نمونہ کر دوں
گھر کرے دل میں جو افسر وہ صدا بن جاؤں

لفظ و معنی

لفظ		معنی
شفا	:	تندرستی۔صحت
دیدۂ تر	:	آنسوں سے بھیگی پلکیں۔روتی ہوئی آنکھ
خضر	:	ایک پیغمبر کا نام جو بھولے بھٹکے کو راستہ بتاتے ہیں
راہ نما	:	راستہ دکھانے والا
مسرت	:	خوشی
ناتوانی	:	کمزوری، نہ سکنا
عصا	:	لاٹھی
خلق	:	لوگ باگ، ان مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا یا بنایا۔
عیش و عشرت	:	خوش حالی۔آرام و آسائش کی زندگی
ضعیفوں	:	کمزور۔ناتوان۔بوڑھا۔بزرگ
سمت	:	رخ۔راستہ۔طرف
نمونہ	:	مثل۔نقشہ۔کسی چیز کا تھوڑا سا ٹکرا یا حصہ۔سانچہ
بھٹک جانا	:	بھول جانا۔راستہ کھو دینا
بوجھ	:	وزن
تاریک	:	اندھیرا۔روشنی کا نہ ہونا
دیا	:	چراغ۔مٹی کا بنا برتن جس میں پھلیتا ڈال کر آگ روشن کرتے ہیں

غور کیجیے:

☆ اس نظم میں شاعر نے ہمیں دوسروں کے کام آنے اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے کی ترغیب دی ہے۔

☆ اپنے لیے تو ہر کوئی جیتا ہے اصل زندگی یہ ہے کہ ہم دوسروں کے لیے بھی جینا سیکھیں۔ زندگی امداد باہمی سے خوشگوار بنتی ہے۔ آپس میں میل جول اور پیار و محبت کے ساتھ زندگی گزارنا، اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اور کوئی بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرنا ہمارے کردار کا حصہ ہونا چاہیے۔ اس سے دنیا اور آخرت دونوں بہتر ہو جاتی ہیں۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) شاعر نے نظم کے پہلے بند میں کن کن خواہشات کا اظہار کیا ہے؟
(ii) شاعر کن لوگوں کے آنسوؤں کو سکھانے کے لیے ہوا بننا چاہتا ہے؟
(iii) ''خضر کا کام کروں راہ نما بن جاؤں'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
(iv) شاعر نے ضعیفوں کے سہارے کے لیے عصا کیوں بننا چاہتا ہے؟
(v) ''مادرِ ہند کو جنت کا نمونہ کر دوں'' اس سے کیا مراد ہے؟
(vi) دیا بن کر شاعر کیا کرنا چاہتا ہے؟
(vii) شاعر نے اپنے وطن کو کس نور سے بھرنے کی تمنا کی ہے؟

نیچے دیے مصرعوں کو مناسب لفظوں سے مکمل کیجیے:

(دبے۔ دیا۔ ہوا۔ راہ نما۔ نمونہ)

(i) میں اس آنسو کو سکھانے کو .... بن جاؤں۔
(ii) خضر کا کام کروں .... بن جاؤں۔
(iii) ہر اندھیرے کے لیے ایک .... بن جاؤں۔
(iv) عمر کے بوجھ سے جو لوگ .... جاتے ہیں۔
(v) مادر ہند کو جنت کا .... کر دوں۔

صحیح جواب کا انتخاب کیجیے اور عبارت کو پھر سے لکھیے :

(i) شاعر دکھ میں ملتے ہوئے لب کے لیے .... بننا چاہتا ہے۔

(a) سہارا (b) دوا (c) صدا (d) دعا

(ii) آنسو.............. نکلتے ہوئے بتایا گیا ہے۔

(a) دیدہ تر سے (b) تڑپتے دل سے (c) بینائی سے محروم آنکھ سے

(d) بیمار آنکھ سے

(iii) ....خضر کا کام ہے۔

(a) ضعیفوں کا سہارا بننا (b) بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا

(c) بیماروں کا علاج کرنا (d) غریبوں کی مدد کرنا

(iv) شاعر اس نظم میں.............. سہارا بننا چاہتا ہے؟

(a) اندھوں کا (b) بیماروں کا (c) ضعیفوں کا (d) بھٹکے ہوؤں کا

(v) یہاں دیدۂ تر سے مراد ....ہے۔

(a) اندھی آنکھ (b) روتی آنکھ (c) دکھتی آنکھ (d) پھوٹی آنکھ

قافیہ: ان حروف کو کہتے ہیں جو ہم آواز اور ہم وزن ہوتے ہیں مگر الفاظ بدلے ہوئے ہوتے

ہیں۔ یہ اشعار کے اخیر میں ردیف سے پہلے آتے ہیں۔

☆ ردیف: جو مصرعوں کے سب سے آخیر میں بار بار آتے ہیں وہ ہم آواز بھی ہوتے ہیں۔ ردیف کہلاتے ہیں۔

درج ذیل مصرعوں میں ردیف اور قافیہ تلاش کر کے نشاندہی کیجیے:

(i) ہائے وہ دل جو تڑپتا ہوا گھر سے نکلے
اُف وہ آنسو جو کسی دیدۂ تر سے نکلے
میں اس آنسو کو سُکھانے کو ہوا بن جاؤں

(ii) دور منزل سے اگر راہ میں تھک جائے کوئی
جب مُسافر کہیں رستے میں بھٹک جائے
خِضر کا کام کروں راہ نُما بن جاؤں

(iii) نور سے عیش و مسّرت کے وطن کو بھر دوں
غم سے تاریک جو دل ہوا سے روشن کر دوں
ہر اندھیرے کے لیے ایک دیا بن جاؤں

ردیف	قافیہ

اس نظم میں ایک مصرعہ ہے۔ ''خضر کا کام کروں راہ نما بن جاؤں''

یہ اشارہ حضرت خضر کی طرف ہے۔ حضرت خضر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایک روحانی شخصیت ہیں جو بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کسی جملے میں کسی تاریخی واقعات یا شخص یا کسی مشہور جگہ کی طرف اشارہ کیا جائے تو اسے ''تلمیح'' کہتے ہیں۔

☆ یہ نظم جس کا ہر بند تین مصرعوں پر مشتمل ہے بیت کے اعتبار سے اسے ''مثلث'' کہتے ہیں۔
رسالہ وغیرہ سے تلاش کر کے کم از کم تین مثلث مصرعے اپنی کاپی میں نقل کیجیے۔

مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد الفاظ تحریر کیجیے:

الفاظ	متضاد
درد	
بیمار	
روشنی	
مسافر	
دُکھ	

اضافت:

فارسی تراکیب میں اضافت (کا۔کی۔کے) کو زیر اور ہمزہ کی علامتوں کے ذریعہ ظاہر کرتے ہیں۔
اس نظم میں ان تراکیب کی نشاندہی کیجیے جن میں اضافت کا استعمال ہوا ہو۔(خدمتِ خلق۔رستم ہند)
مثلاً: ہند کا شہری۔مخلوق کی خدمت۔اسکول کے لڑکے)
اسی طرح را۔رے۔ری اور نا۔نے۔نی کو استعمال کرتے ہوئے ایک ایک اضافت والے الفاظ تحریر کیجیے۔

(i) (باپ):..
(ii) (لڑکے):..
(iii) (کتاب):..
(iv) (سامان):..
(v) (مہمان):..
(vi) (ٹوپی):..

نیچے دیے ہوئے لفظوں کو خوبصورت جملوں میں استعمال کیجیے:

(i) شفا : ....
(ii) دُعا : ....
(iii) راہ نما : ....
(iv) روشن : ....
(v) عصا : ....
(vi) ضعیفوں: ....
(vii) صدا : ....

عملی کام:

☆ اس نظم کو ترنم اور درست تلفظ سے کورس کی شکل میں پڑھیے۔ آپس میں پانچ پانچ کے گروپ بنائیں پھر ہر گروپ اپنی پسند کا ایک ایک بند بہ آواز بلند پڑھیے اور اُس بند کو جلی حرفوں میں لکھ کر اپنے کمرہ جماعت (Classroom) میں آویزاں کیجیے۔

☆ یہ نظم تین بند پر مشتمل ہے۔ ہر بند میں شاعر نے کسی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں کہ کس بند میں شاعر نے کس خواہش کا اظہار کیا ہے۔

☆ نظم کو دھیان میں رکھتے ہوئے آپ بھی ایک مضمون لکھیے جس کا عنوان ہو ''زندگی کا مقصد''۔

☆☆☆

اشفاق اللہ خان

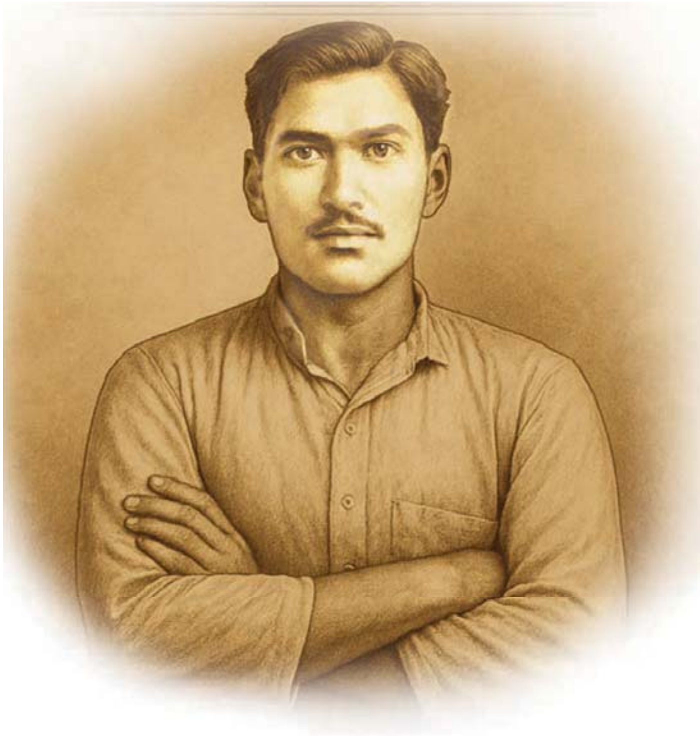

ہندوستان کی تحریکِ آزادی میں ایسے بے شمار نام شامل ہیں جنھوں نے وطنِ عزیز کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں۔ قربانی دینے والے انھیں سپوتوں میں ایک نام کاکوری کیس میں شامل مجاہدِ آزادی اشفاق اللہ خاں کا بھی ہے۔ وہ نہ صرف ایک عظیم محبِّ وطن بلکہ قومی اتحاد کے بھی علم بردار تھے۔

اشفاق اللہ خاں 22/ اکتوبر 1900ء کو اتر پردیش کے شہر شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شفیق اللہ خاں محکمہ پولیس سے بہ حیثیت انسپکٹر ریٹائرڈ تھے۔ اور والدہ مظہر النسا ایک نیک سیرت خاتون تھیں۔ اشفاق اللہ خان اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ وہ نہایت ذہین، خوش مزاج، جوشیلے اور بہادر تھے۔ ان کی والدہ اکثر انھیں بہادری اور وطن دوستی کے قصے سناتی تھیں۔ ان قصوں نے انھیں حد درجہ متاثر کیا۔ وہ وطن پر انگریزوں کے ظلم وستم کے واقعات سن کر تڑپ اٹھتے تھے۔ زیادتیوں کے واقعات سن سن کر ان کے ذہن میں انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کا جذبہ شدید ہوتا گیا۔ بڑھتی عمر کے ساتھ اشفاق اللہ خان کے دل میں ہندوستان کو انگریزوں کے قبضے سے آزاد کرانے کی خواہش زور پکڑتی گئی۔ یہی خواہش انھیں انقلابی تحریک کی طرف لے گئی۔

اس تحریک کے روحِ رواں اُس وقت رام پرساد بسمل تھے۔ اشفاق اللہ خاں کے بڑے بھائی ریاست اللہ خان انھیں اکثر رام پرساد بسمل کے انقلابی کارناموں کے قصے سنایا کرتے تھے۔ جس سے ان کے دل میں بسمل سے ملنے کی خواہش پنپنے لگی۔ جب وہ ان سے ملے تو انکے انقلابی خیالات سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ مل کر ایک انقلابی تنظیم ''ہندوستان ری پبلیکن ایسوسی ایشن'' کی بنیاد ڈالی۔

رام پرساد بسمؔل کو اشفاق اللہ خان پر اتنا بھروسہ ہو گیا کہ انھوں نے انھیں اپنا راز دار بنا لیا۔ دونوں کے آپسی مراسم بہت گہرے ہوتے گئے۔ دونوں قومی اتحاد اور معاشرتی و مذہبی اصلاحات کے بڑے حامی تھے۔ دونوں کو سیاست اور شاعری سے شغف تھا۔ ان کی انقلابی نظموں اور تقریروں کو بڑے شوق سے سنا جاتا تھا۔ شاعری میں اشفاق اللہ خان کا تخلص حسرؔت تھا۔

انگریزی حکومت کے خلاف انقلابی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے لیے سرمایہ کی ضرورت تھی چنانچہ انقلابیوں نے سرمایے کی فراہمی کے لیے سرکاری خزانے پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کام کے لیے دس افراد کی جماعت بنائی گئی۔ جس میں اشفاق اللہ خاں خود شامل تھے۔ رام پرساد بسمؔل نے اپنے انقلابی ساتھیوں کے سامنے ٹرین سے لے جائے جا رہے سرکاری خزانے پر قبضہ کرنے کی تجویز پیش کی۔

اس تجویز کو تمام ساتھی خاموشی سے سن رہے تھے۔ اشفاق اللہ خان نے خاموشی توڑی اور پچھلے معاملات میں اپنائے گئے طریقوں کی کمزوریوں کا ذکر کیا اور اس منصوبے کو ان کمزوریوں سے بچانے کا مشورہ دیا۔ ان کے مشوروں کو انقلابی جماعت کے لوگ ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تجویز اتفاق رائے سے منظور ہو گئی۔ پھر اشفاق اللہ خان نے کہا ”کہنا میرا کام تھا کہہ دیا۔ کام ہم سب مل کر کریں گے۔ ضرورت پڑی تو میں جان بھی دے دوں گا لیکن منصوبے کو ناکام نہیں ہونے دوں گا۔“

انقلابیوں کی جماعت نے طے کیا تھا کہ سرکاری خزانہ لے جارہی ٹرین کو لکھنؤ سے کچھ فاصلہ پر عالم نگر اور کاکوری اسٹیشن کے درمیان روکیں گے اور خزانہ اپنی تحویل میں لے لیں گے۔ چنانچہ انھوں نے یہی کیا۔ سرکاری خزانہ ان کے قبضے میں آ گیا۔ اس دشوار ترین کام میں اشفاق اللہ خان نے بڑی جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔

کاکوری کا یہ واقعہ تاریخ آزادئ ہند میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ واقعہ انگریزوں کی طاقت، ان کے غرور و گھمنڈ پر ایک ضرب کاری تھا۔ اس سے برطانوی حکومت بوکھلا اٹھی۔ ہندوستان میں موجود برطانوی وائسرائے لارڈ ریڈنگ نے فوراً اسکاٹ لینڈ یارڈ پولس محکمے کو تفتیش کے لیے نام زد کیا۔ انقلابیوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ کئی انقلابی گرفتار کر لیے گیے۔ مگر اشفاق اللہ خاں کسی طرح بچ نکلے۔ گرفتاری سے بچنے کے لیے وہ پہلے بنارس چلے گئے۔ پھر مسلسل مقامات بدلتے رہے۔ جن میں لکھنؤ، بھوپال، اُجّین اور جھابوا وغیرہ کے مقام شامل ہیں۔ اس کے بعد بہار کے ضلع پلاموں میں ڈالٹن گنج (موجودہ جھارکھنڈ میں) ہوتے ہوئے دہلی آئے جہاں وہ گرفتار کر لیے گئے۔ گرفتاری کے بعد انھیں کچھ دنوں تک لکھنؤ جیل میں رکھا گیا اور پھر فیض آباد جیل منتقل کر دیا گیا۔

کاکوری مقدمے میں برطانوی حکومت نے اشفاق اللہ خان، رام پرساد بسمل، راجندر لاہری اور ٹھاکر روشن سنگھ کو موت کی سزا سنائی۔ اشفاق اللہ خان نے جیل سے ایک خط لکھ کر اپنے ہم وطن سے اپیل کی تھی ''آپ کا مذہب، آپ کی روایات چاہے کچھ بھی ہوں، آپ ان سے اوپر اٹھ کر ملک کی خدمت میں ایک دوسرے کا تعاون کیجیے.....حکومت برطانیہ سے لوہا لیجیے اور ملک کو آزاد کرائیے۔''

لکھنؤ میں اشفاق اللہ خان کا مقدمہ ڈپٹی کلکٹر عین الدین کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس کے بعد یہ مقدمہ سیشن جج ہملٹن کی عدالت میں زیر سماعت آیا۔ 6اپریل 1927ء کو لکھنؤ کے سیشن جج ہملٹن نے اشفاق اللہ خان کو پھانسی کی سزا سنائی۔ ان پر پانچ دفعات لگائی گئی تھیں۔ جن میں دو دفعات کے تحت تا عمر کالا پانی کی سزا اور تین دفعات کے تحت سزائے موت دی گئی تھی۔ اشفاق اللہ خان سزائے موت کا اعلان سن کر جب عدالت سے باہر نکلے تو اپنے دوستوں اور رشتے داروں سے کہا ''آپ کو فخر کرنا چاہیے کہ خاندان کا ایک شخص ظلم و جبر سے ٹکر لیتا ہوا تختۂ دار پر چڑھ گیا۔'' مقدمہ کے دوران انگریزوں نے اشفاق اللہ خاں کو سرکاری گواہ بنانے اور رام پرساد بسمل کے خلاف گواہی دینے کے لیے رضامند کرنے کی کوشش کی لیکن انھوں نے انگریزوں کی اس کوشش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ 19 دسمبر 1927ء کو انھیں پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی کے تختے کی طرف جاتے ہوئے ان کی زبان پر یہ جملہ تھا۔ ''اگر مجھے ہزار بار پھانسی دی جائے اور میں ایک ہزار دفعہ مر مر کے دوبارہ پیدا ہوں تو بھی وطنِ عزیز کے لیے مر مٹنے کا میرا جذبہ تر و تازہ رہے گا۔'' جیلر نے ان سے آخری خواہش دریافت کی تو انھوں نے یہ شعر پڑھا:

کچھ آرزو نہیں ہے، بس آرزو تو یہ ہے
رکھ دے کوئی ذرا سی خاکِ وطن کفن میں

اشفاق اللہ خان ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے بہ خوشی تختۂ دار پر چڑھ گئے۔ ان کے آبائی شہر شاہ جہاں پور میں نصب کیا گیا ان کا مجسمہ آج بھی ہمیں ان کی عظیم قربانی اور وطن سے گہری محبت کی یاد دلاتا ہے۔

لفظ و معنی

لفظ		معنی
مجاہدِ آزادی	:	آزادی کے لیے جدو جہد کرنے والا
نیک سیرت	:	اچھے اخلاق و کردار والا
تخلص	:	چھٹکارا۔شاعر کا مختصر نام
شغف	:	بے حد محبت۔گہری دل چسپی
تفتیش	:	چھان بین۔تحقیقات
دفعات	:	دفعہ کی جمع۔قانون کی شرح
حقارت	:	ذِلت۔بے عزتی۔
انجمن	:	مجلس۔محفل
جُرأت	:	جواں مردی۔شجاعت

غور کیجیے:

☆ اشفاق اللہ خاں ہندوستان کے ایک مشہور انقلابی اور آزادی کے جان باز سپاہی تھے، جنھوں نے برطانوی حکومت کے خلاف جدوجہد میں اہم کردار ادا کیا۔خاص طور پر وہ ہندوستان کے کاکوری اسٹیشن کے ڈاکے میں شریک ہو کر آزادی کے لیے اپنی جان قربان کردی۔

☆ اسی طرح عبدالحمید جیسے بہادر سپاہی نے بھی ملک کی خاطر اپنی جان گنوادی۔جب جب بھی ملک کو قربانی کی ضرورت پیش آئی ہے تو مسلمانوں نے اپنا خون پسینہ ایک کرکے اپنے جان کی بازی لگادی۔جو تاریخ میں یاد کیے جائیں گے۔

☆ تحریکِ آزادی میں حصہ لینے والے رہنما اور سرگرم افراد مختلف نظریات کے حامل تھے۔ایک وہ جو پرانے طریقے سے اپنے مطالبات منوانا چاہتے تھے اور دوسرے شدت پسند جو جان کی بازی لگانے، سزائیں کاٹنے حتیٰ کہ سولی پر لٹکا دیے جانے کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) اشفاق اللہ خان کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
(ii) اشفاق اللہ خان کے دل میں وطن کی آزادی کی تڑپ کس طرح پیدا ہوئی؟
(iii) رام پرساد بسمل کے ساتھ مل کر اشفاق اللہ خان نے کس انجمن کی بنیاد ڈالی؟
(iv) اشفاق اللہ خان کی کردار سازی میں ان کی والدہ کا کیا رول تھا؟
(v) اشفاق اللہ خان کی کون کون سی نمایاں خوبیاں تھیں؟ لکھیے۔
(vi) اشفاق اللہ خان نے گرفتاری سے بچنے کے لیے کیا تدبیر کی؟
(vii) اشفاق اللہ خان کے علاوہ ان کے ساتھ کن مجاہدین آزادی کو پھانسی دی گئی؟
(viii) اشفاق اللہ خان کو موت کی سزا کیوں دی گئی؟

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:

☆ ۔ درج ذیل میں دیے گئے لفظوں کے متضاد لکھیے اور انھیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) اتحاد: ....
(ii) دوستی: ....
(iii) نیک: ....
(iv) موت: ....
(v) سزا: ....

درج ذیل لفظوں کے واحد لکھیے اور اس کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) خیالات: ....
(ii) مقامات: ....
(iii) دفعات: ....
(iv) اموات: ....
(v) معاملات: ....

فعل کی تعریف آپ پڑھ چکے ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں :

فعلِ ماضی: جس سے معلوم ہو کہ کام گزرے ہوئے زمانے میں واقع ہوا ہے۔

فعلِ حال: جس سے موجودہ زمانے میں کام کا ہونا یا کرنا پایا جایے۔

فعلِ مستقبل: جس سے کام ہونا یا کرنا آنے والے زمانے میں پایا جایے۔

اس سبق میں سے فعلِ ماضی، فعلِ حال اور فعلِ مستقبل کے دو دو جملے لکھیے۔

فعلِ ماضی: (i) ....

(ii) ....

فعلِ حال: (i) ....

(ii) ....

فعلِ مستقبل: (i) ....

(ii) ....

سبق کی مدد سے صحیح لفظ کا انتخاب کر کے ذیل کے جملوں کو مکمل کیجیے۔

(ظلم و جبر۔ آزادئ ہند۔ بغاوت۔ 1900ء۔ روحِ رواں)

(i) اشفاق اللہ خان......................کو اتر پردیش کے شہر شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔

(ii) انگریزی حکومت کے خلاف......................کا جذبہ شدید ہوتا گیا۔

(iii) اس تحریک کے......................اس وقت رام پرساد بسمل تھے۔

(iv) کاکوری کا یہ واقعہ تاریخ......................میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

(v) خاندان کا ایک شخص......................سے ٹکر لیتا ہوا تختۂ دار پر چڑھ گیا۔

ذیل میں مجاہد سے متعلق محاورے دیے گئے ہیں۔ ان محاوروں پر غور کیجیے اور ان کے آگے معنی لکھ کر اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) جان ہتھیلی پر رکھنا: .... : ....

(ii) کمر کسنا: .... : ....

(iii) کفن باندھنا: .... : ....

(iv) دشمن کے چھکے چھڑانا: .... : ....

(v) سینے پر گولی کھانا: .... : ....

ان الفاظ کو پڑھیے:

☆ شریف انسان ☆ نیک آدمی ☆ شریر لڑکا ☆ کالے کپڑے

اوپر کے مثالوں میں انسان کو شریف، آدمی کو نیک، لڑکے کو شریر، کپڑے کو کالے وصف سے جوڑا گیا ہے۔ یعنی شریف، نیک، شریر اور کالے یہ تمام الفاظ صفت ہیں۔ انسان، آدمی، لڑکا اور کپڑے یہ تمام الفاظ موصوف ہیں۔

مرکب توصیفی: جو مرکب جملہ صفت اور موصوف سے مل کر بنے اس کو مرکب توصیفی کہتے ہیں۔

درج ذیل الفاظ میں موصوف اور صفت کی نشاندہی کیجیے۔

		موصوف	صفت
(i)	اچھی کتاب :	....	....
(ii)	خوشبودار پھول :	....	....
(iii)	بوڑھا آدمی :	....	....
(iv)	روشن چراغ :	....	....
(v)	پرامن شہر :	....	....

تخلیقی اظہار:

ملک کی جدوجہدِ آزادی کے دوران انگریزوں نے آزادی کے متوالوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی۔ ایسے کئی دل دہلا دینے والے واقعات پیش آئے جن میں سے ایک روح فرسا واقعہ ''جلیاں والا باغ'' کا سانحہ تھا۔ اس سانحہ کی تفصیلات لائبریری سے تلاش کیجیے اور ایک مضمون لکھیے۔

عملی کام:

☆ اشفاق اللہ خان کی طرح آزادی کے کچھ اور متوالے نوجوان تھے جنھوں نے حکومت برطانیہ کے خلاف آواز اٹھائی اور تختۂ دار پر چڑھ گئے۔ اپنے علاقے کے مجاہدینِ آزادی کے نام اور کارناموں کی فہرست بنا کر چارٹ لگائیے۔ آپ نیچے دیے گئے لنک کے ذریعہ ان کے متعلق معلومات اور ان کی تصاویر حاصل کر سکتے ہیں۔

http://indiaculture.gov.in

http://amritmahotsav.nic.in

☆ برطانوی حکومت میں تحریکِ آزادی کے متوالوں کو مختلف قسم کی سزائیں دی جاتی تھیں جیسے عمر قید، جلاوطنی اور پھانسی وغیرہ۔ ان میں کالا پانی کی سزائیں شامل تھیں۔ دیے گیے ویب لنک کی مدد سے انڈمان نیکوبار میں واقع تاریخی اہمیت کی حامل سیلولر جیل جہاں کالا پانی کی سزائیں پائے جانے والے قیدیوں کو رکھا جاتا تھا۔ اس کے بارے میں معلوم کیجیے اور اسے اپنی کاپی میں لکھیے۔ http://southandaman.nic.in/tourist-place/cellular

☆ تحریکِ آزادی میں مردوں کے ساتھ خواتین نے بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ پانچ ایسی خواتین کے نام لکھیے جو ملک کی جدوجہدِ آزادی میں شامل تھیں۔

☆☆☆

صحت اور زندگی

دنیا میں وہی انسان طاقتور اور کامیاب ہے جسے تندرستی کی نعمت حاصل ہو۔ اگر تندرستی حاصل نہ ہو تو انسان زندگی کی لذت حاصل نہیں کر سکتا ہے، بلکہ زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ گھر میں بے انتہا دھن دولت ہونے کے بوجود زندگی کی تمام بہاروں سے وہ محروم رہتا ہے۔ صحت مند آدمی زندگی کے ہر میدان میں کامیاب اور کامران نظر آتا ہے۔ اس کے چہرے پر بشاشت نظر آتی ہے۔

تندرستی کے بغیر جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔ کام کرنے سے

دل اکتا جاتا ہے۔ مزاج میں چڑچڑا پن آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کی ساری رنگینیوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لیے ہر دور میں تندرستی کو اہمیت دی گئی ہے۔ دنیا کی تمام مذہبی کتابوں میں اس پر زور دیا گیا ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام میں حکومت کی جانب سے کھیل کود یوگا اور ورزش کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ ڈریل کا ہفتے میں صرف ایک پریڈ متعین ہوتا ہے۔ اس کے لیے تمام اسکولوں میں پی۔ ای۔ ٹی (فزیکل ایجوکیشن ٹیچر) کا تقرر ہوا ہے، جو کھیل کود کے نت نئے ہنر اور طریقے بچوں کو سکھلاتے ہیں۔ اس سے بچوں کے دلوں میں کھیل کود کے ساتھ ساتھ مقابلے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کھیل کود کے ذریعہ جسم سے پسینہ خوب بہتا ہے، کھانا ہضم ہوتا ہے اور بدن میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ پھر پڑھائی لکھائی میں بچوں کا جی لگتا ہے۔ ورزش اور کھیل کود سے ذہن کشادہ اور جسم مضبوط ہوتا ہے۔

تندرستی کے لیے اچھی غذا مثلاً دودھ، مکھن، گھی، گوشت، مچھلی اور انڈے وغیرہ کا استعمال لازمی ہے۔ اس کے علاوہ سبزیوں اور پھلوں کو بھی کافی مقدار میں کھانا چاہیے۔ مگر ماہرین صحت کے مطابق بازاروں میں کھانے کی چیزیں کھلی رکھی رہتی ہیں ان سے اور نشیلی اشیا اور تمباکو سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی

طرح استنجا سے فراغت کے بعد اور کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو صابن سے اچھی طرح دھونا چاہیے۔ فکر و تردد کی بجائے ہر وقت خوش و خرم رہنا چاہیے۔ وقت پر کھانا کھانا اور سونا چاہیے۔ اگر نیند پوری نہ ہو تو طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔ تندرستی کے لیے اپنے بدن کی صفائی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ گھر کی صفائی اور گھر کے چاروں اطراف کی صفائی بھی لازمی ہے۔ جس کے بغیر صحت بگڑ جاتی ہے اور آدمی بیمار پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح اسکول اور ہاسٹل کا ماحول بھی صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے وہ طہارت، صفائی اور پاکیزگی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک ایسا شخص کو پابندی سے غسل نہ کرے، صاف ستھرے کپڑے نہ پہنے، پاک اور صاف آب و ہوا کو اہمیت نہ دے وہ کیسے صحت مند رہ سکتا ہے؟ اسی لیے تمام مذہبوں میں عموماً اور اسلام میں خصوصاً صفائی اور طہارت کو بلند مقام اور مرتبہ حاصل ہے بلکہ طہارت کو آدھا ایمان کہا گیا ہے۔ اسی وجہ سے نماز پڑھنے سے پہلے وضو کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

زہریلی فضا سے صحت متاثر ہوتی ہے۔ گھر کے اطراف پھولوں کے پودے اور درختوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ تر وتازہ ہوا میسر ہو سکے۔ یہ صحت کے لیے بے حد مفید ہے۔

موجودہ دور میں ٹی وی اور موبائل اگر زیادہ دیر تک دیکھیں تو اس سے آنکھیں اور دل و دماغ بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور وقت بھی بہت ضائع ہوتا ہے۔ بچوں کی تعلیم پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔

تندرستی کے لیے ضروری ہے کہ صبح سویرے اٹھا جائے۔ ٹھنڈی اور تر وتازہ ہوا خوری کے لیے کھلے میدان میں چلا جایے۔ بلکہ روزانہ صبح ہر فرد کے لیے ٹہلنا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ غرض کہ دنیا کی تمام نعمتیں حاصل کرنے کے لیے صحت اور تندرستی کے اسباب کی پابندی ضروری ہے تاکہ ہم زندگی کا صحیح لطف اٹھا سکیں۔

اسی لیے کہا جاتا ہے:

''تندرستی ہزار نعمت ہے''

(ادارہ)

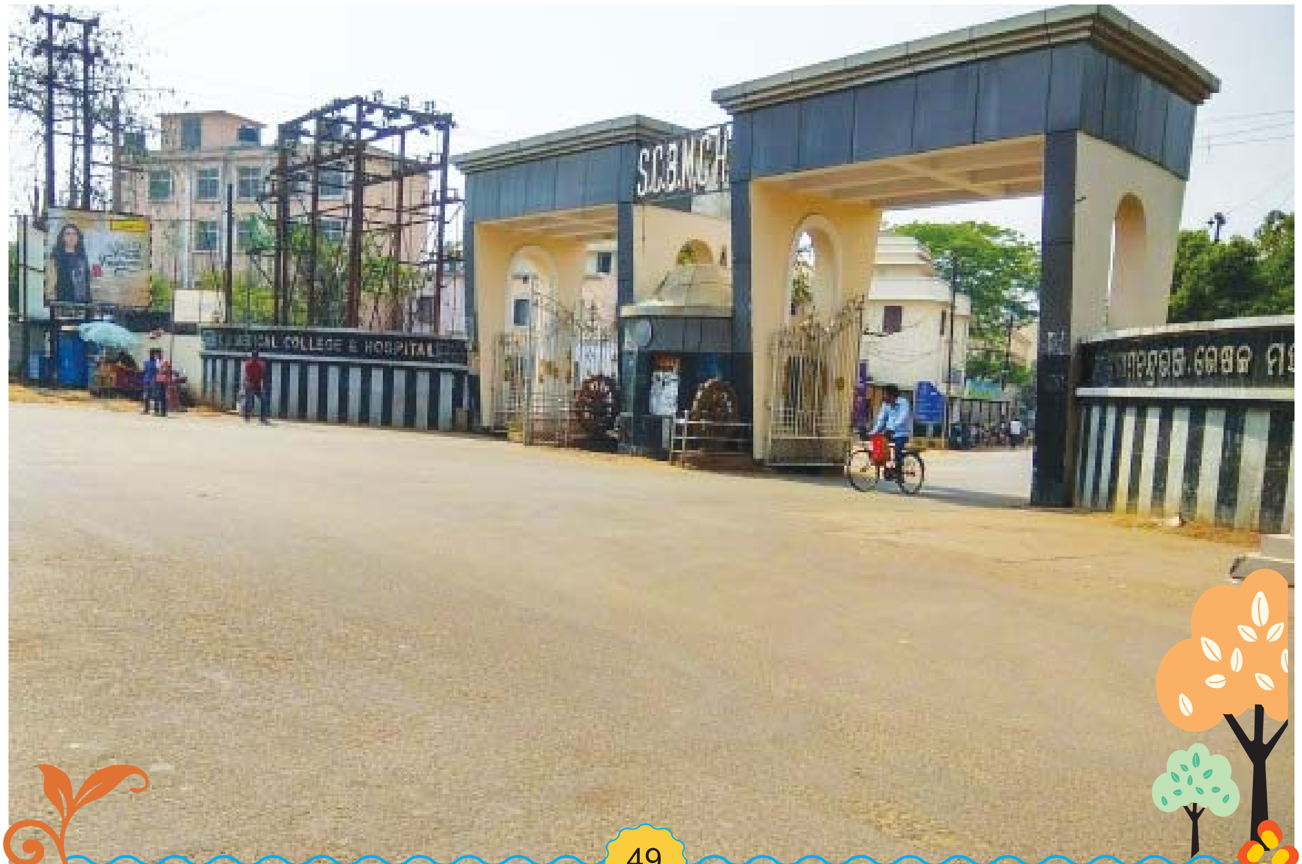

لفظ و معنی:

لفظ	:	معنی
اجیرن	:	ناگوار۔ناپسند
کامران	:	کامیاب۔خوس قسمت
بشاشت	:	خوشی۔فرحت۔اطمینان
نظام	:	ترتیب۔بندوبست۔سلسلہ
درہم برہم	:	تتر بتر۔الٹ پلٹ۔برباد
جذبہ	:	جوش۔ولولہ۔کشش
کشادہ	:	کھلا ہوا۔پھیلا ہوا
متعین	:	مقررہ کام پر لگنا
اشیاء	:	شئی کا جمع۔سامان۔اسباب
فراغت	:	فارغ ہونا۔چھٹکارا۔نجات
تردد	:	ہچکچاہٹ۔خدشہ۔شبہ
بوجھل	:	وزن دار۔ بھاری۔کاہلی
طہارت	:	صفائی۔پاکیزگی
فضا	:	زمین وآسمان کے درمیان کی وسعت۔کشادہ جگہ۔کھلی جگہ
متاثر	:	اثر لینے والا۔اثر قبول کرنے والا
ضائع	:	برباد ہونا، بے کار ہونا۔نقصان
جراثیم	:	وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جن سے بیماری ہوتی ہے۔جرثومہ کی جمع

غور کیجیے:

☆ ''تندرستی ہزار نعمت'' ہے۔ایک صحت مند انسان ہی زندگی کو بہترین طریقے سے گزار سکتا ہے۔ اگر واقعی انسان صحت مند ہو تو وہ مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے کر سکتا ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے صحت سے بڑھ کر اور کوئی دولت یا نعمت نہیں ہے۔جس آدمی کو صحت نصیب نہیں اس کے لیے دنیا ایک عذاب ہے۔خواہ وہ کتنا ہی بڑا دولت مند کیوں نہ ہو۔

☆ آپ کی صحت کا راز آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس مضمون نے آپ کو بتایا ہے تندرستی کے کیا کیا اسباب ہیں۔صحت کے لیے کون سی غذا مفید ہے اور کون مضر۔مفید کو اپنانا ہے اور مضر کو چھوڑنا ہے۔

☆ صحت اللہ کی دی ہوئی ایک بڑی نعمت ہے جسکی قدر دانی ضروری ہے۔ذاتی طور پر اور عوامی کوششیں اس کے لیے کارگر ہو سکتی ہیں۔تندرستی کے لیے عالمی کوششیں بھی ہو رہی ہیں۔ WHO اس مہم کو پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ ہمیں اس کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) انسان زندگی کی لذت کب حاصل کر سکتا ہے؟

(ii) جسم کا نظام کب درہم برہم ہو جاتا ہے؟

(iii) تندرستی کو اہمیت کیوں دی گئی ہے؟

(iv) بچوں کے دلوں میں کھیل کود کا جذبہ کب پیدا ہوتا ہے؟

(v) تندرستی کے لیے کس قسم کی غذا ضروری ہے؟

(vi) ماہرین صحت کے مطابق کن کن چیزوں سے پرہیز کرنی چاہیے؟

(vii) تندرستی کے لیے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں؟

درج ذیل درست جملے کے سامنے صحیح (✓) غلط کے سامنے (x) نشان لگائیے:

(i) تندرستی کے بغیر انسان زندگی کی لذت حاصل کر سکتا ہے۔ (   )

(ii) ہر دور میں تندرستی کو اہمیت دی گئی ہے۔ (   )

(iii) تعلیمی نظام میں کھیل کود کو خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔ (   )

(iv) تندرستی کے لیے اچھی غذا کی ضرورت نہیں۔ (   )

(v) طہارت کو آدھا ایمان کہا گیا ہے۔ (   )

(vi) تندرستی کے بغیر جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ (   )

خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

(i) ہر دور میں تندرستی کو......................دی گئی ہے۔ (اہمیت/عزت)

(ii) کھیل کود سے بدن میں......................پیدا ہوتی ہے۔ (سستی/چستی)

(iii) تندرستی کے لیے اچھی غذا کا......................لازمی ہے۔ (احتمال/استعمال)

(iv) اگر نیند پوری نہ ہو تو طبیعت......................ہو جاتی ہے۔ (بوجھل/ بگڑ)

(v) زہریلی فضا سے صحت......................ہوتی ہے۔ (متاثر/خراب)

تین حرفی مادے سے مختلف نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں جیسے ''شکر'' مادہ ہے۔ اس سے شکور، تشکر، شاکر، مشکور الفاظ بنتے ہیں۔ اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے اور نیچے دیے گئے الفاظ سے نئے الفاظ بنائیے:

(i) نظر : ....

(ii) اثر : ....

(iii) جسم : ....

(iv) کرم : ....

(v) خاص : ....

نیچے دیے گئے جملوں میں فعل کی نشان دہی کیجیے:

(i) تندرستی کے بغیر جسم کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

....

(ii) جو کھیل کود کے نت نئے ہنر بچوں کو سکھلاتے ہیں۔

....

(iii) بازاروں میں کھانے کی چیزیں کھلی رکھی رہتی ہیں۔

....

(iv) اگر نیند پوری نہ ہو تو طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔

....

(v) زہریلی فضا سے صحت متاثر ہوتی ہے۔

....

(vi) صحت کو برقرار رکھنے کے لیے روزانہ صبح سویرے ٹہلنا ضروری ہے۔

....

(vii) لڑکے اسکول میں پڑھتے ہیں۔

....

تخلیقی اظہار

☆ اس مضمون کے مرکزی خیال کو بنیاد بنا کر ہم سبق ساتھیوں میں مذاکرہ کر کے اپنے زبان میں ایک مضمون تیار کرنے کی کوشش کیجیے۔

☆ نیچے دیے گئے عنوان پر مضمون لکھیے:

(i) تندرستی (ii) صفائی (iii) عالمی ادارۂ صحت

☆ ہم جماعت طلبا کے ساتھ مل کر اسکول کے سالانہ جلسے کے پروگرام کا منصوبہ تیار کیجیے اور اسے اسکول انتظامیہ کے سامنے پیش کیجیے۔

☆ تصور کیجیے آپ کو اپنے علاقے کے اعلیٰ عہدے دار سے ملاقات کا موقع حاصل ہو تو صحت کو تندرست رکھنے کے لیے کن کن چیزوں پر انکی توجہ مبذول کرواں گے۔

عملی کام:

☆ موجودہ دور میں بچے ٹی وی کے شوقین ہیں اور ہوتے جا رہے ہیں اس سے دل و دماغ بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ اس سے بچوں کی صحت کے ساتھ تعلیم میں بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے آپ کون سا تدابیر اختیار کریں گے آپ اپنے ہم جماعت ساتھیوں سے گفتگو کیجیے۔

☆ تندرستی کے لیے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں۔ اپنے نوٹ بک میں کم سے کم پانچ جملے تحریر کیجیے۔

☆☆☆

رات اور ریل

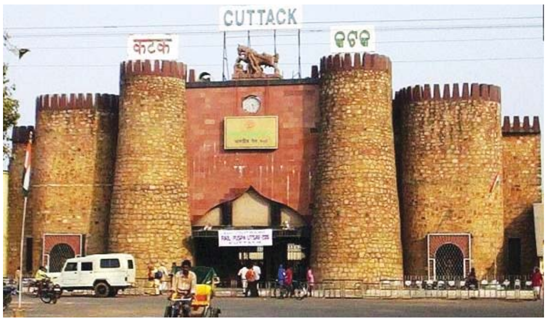

پھر چلی ہے ریل اسٹیشن سے لہراتی ہوئی
نیم شب کی خامشی میں زیرِ لب گاتی ہوئی

ڈگمگاتی، جھومتی، سیٹی بجاتی، کھیلتی
وادی و کہسار کی ٹھنڈی ہوا کھاتی ہوئی

تیز جھونکوں میں وہ چھم چھم کا سرودِ دل نشیں
آندھیوں میں مینہ برسنے کی صدا آتی ہوئی

جیسے موجوں کا ترنم جیسے جل پریوں کے گیت
ایک اک لے میں ہزاروں زمزمے گاتی ہوئی

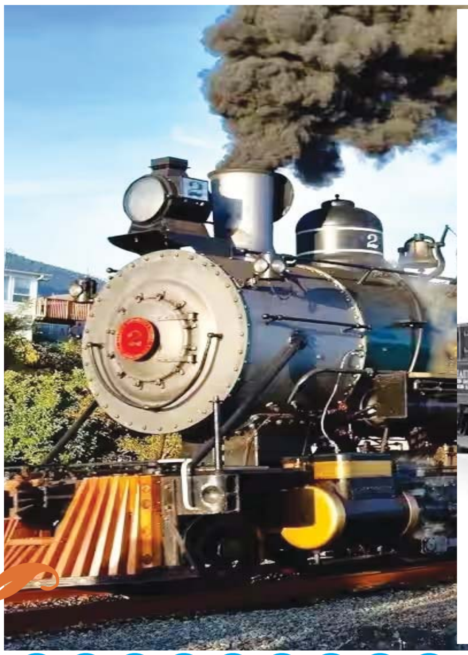

ٹھوکریں کھا کر، لچکتی، گنگناتی، جھومتی
سرخوشی میں گھنگروؤں کی تال پر گاتی ہوئی

ناز ہے ہر موڑ پر کھاتی ہوئی سو پیچ و خم
اک دلہن اپنی ادا سے آپ شرماتی ہوئی

رات کی تاریکیوں میں جھلملاتی، کانپتی
پٹریوں پر دور تک سیماب چھلکاتی ہوئی

جیسے آدھی رات کو نکلی ہو ایک شاہی برات
شادیانوں کی صدا سے وجد میں آتی ہوئی

تیز تر ہوتی ہوئی منزل بہ منزل دم بہ دم
رفتہ رفتہ اصلی روپ دکھلاتی ہوئی

سینۂ کہسار پر چڑھتی ہوئی بے اختیار
ایک ناگن جس طرح مستی میں لہراتی ہوئی

اک ستارہ ٹوٹ کر جیسے رواں ہو عرش سے
رفعتِ کہسار سے میدان میں آتی ہوئی

اک بگولے کی طرح بڑھتی ہوئی میدان میں
جنگلوں میں آندھیوں کا زور دکھلاتی ہوئی

جستجو میں منزلِ مقصود کی دیوانہ وار
اپنا سر دھنتی فضا میں بال بکھراتی ہوئی

رینگتی مڑتی، مچلتی، تلملاتی، ہانپتی
اپنے دل کی آتشِ پنہاں کو بھڑکاتی ہوئی

پُل پہ دریا کے دمادم کوندتی للکارتی
اپنی اس طوفان انگیزی پہ اتراتی ہوئی
پیش کرتی بیچ ندی میں چراغاں کا سماں
ساحلوں پر ریت کے ذرّوں کو چمکاتی ہوئی
منہ میں گھستی ہے سرنگوں کے یکا یک دوڑ کر
دندناتی، چیختی، چنگھاڑتی، گاتی ہوئی
ڈال کر گزرے مناظر پر اندھیرے کا نقاب
اک نیا منظر نظر کے سامنے لاتی ہوئی
صفحۂ دل سے مٹاتی عہدِ ماضی کے نقوش
حال و مستقبل کے دل کش خواب دکھلاتی ہوئی

اسرارالحق مجازؔ

لفظ و معنی

لفظ		معنی
نیم شب	:	آدھی رات
زیرِ لب	:	لب کے نیچے۔آہستگی کے ساتھ
کہسار	:	پہاڑ۔پہاڑی علاقہ
سرود	:	موسیقی کا ایک آلہ
مینہ	:	بارش
صدا	:	آواز
ترنم	:	گانا
دل نشیں	:	دل پر اثر کرنے والا
زمزمے	:	دھیمی آواز
سرخوشی	:	سرور۔سرمستی
پیچ وخم	:	اتار چڑھاؤ۔ٹیڑھا میڑھا
سیماب	:	پارہ۔چنگاری
شادیانہ	:	خوشی کے باجے
وجد	:	حال۔ایک خاص کیفیت
رفعت	:	عروج۔ترقی ۔ اونچائی
جستجو	:	تلاش۔کھوج
آتشِ پنہاں	:	چھپی ہوئی آگ
نقاب	:	پردہ
عہدِ ماضی	:	گزرا ہوا زمانہ
دل کش	:	حسین۔خوبصورت۔دل لبھانے والا

غور کیجیے:

☆ جیسا کہ ہم جانتے ہیں ریل گاڑی ہماری آمدورفت اور مال برداری کا بہترین ذریعہ ہے۔ انسانی زندگی کے لیے بے حد ضروری بھی ہے۔ رات اور ریل نظم میں شاعر نے استعارے اور کنائے، تشبیہ اور مجازی پہلوں کو نظم میں بھرپور پرو دیا ہے۔ نظم کا موضوع وقت کی رفتار، انسانی زندگی کا سفر اور زندگی کے مختلف پہلو ہیں۔ علامتی طور پر ریل کی رفتار اور زندگی کی رفتار تشبیہ کی بہترین مثال ہے۔

☆ تقریباً چالیس پچاس سال قبل ہمارے ملک میں بھانپ / کوئیلے کی انجن استعمال کر کے ریل گاڑی چلائی جاتی تھی۔ زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں ایجادات و تبدیلیاں ہوتی جا رہی ہیں، کوئیلے سے ڈیزل پھر برقیاتی انجن استعمال کر کے تیز سے تیز رفتار ریل گاڑیاں چل رہی ہیں۔

☆ سفر کو آسان بنانے اور سامان کی منتقلی، وقت کی بچت کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈبّوں کی زیادتی، مختلف تیز رفتار بُلیٹ ٹرین وغیرہ کا انتظام ہمارے ملک میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ ریلوے اسٹیشن، ریل پٹری، وغیرہ میں جدت لائی گئی ہے۔ لمبے لمبے سفر کے لیے اسٹیشنوں میں گاڑی کے رکنے کو کم سے کم کیا گیا۔ فی الحال بھوبنیشور سے دلّی صرف بیس (20) گھنٹے میں سفر طے کیا جا سکتا ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) نظم ''رات اور ریل'' میں شاعر نے کس طرح کی تشبیہ پیش کی ہے؟

(ii) نظم میں ذکر کیے گئے قدرتی مناظر کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

(iii) حال و مستقبل کے دل کش خواب دکھانے سے کیا مراد ہے؟

(iv) نظم کے کس مصرعے میں استعارے کا استعمال کیا گیا ہے؟

درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے:

(i) ناز ہے ہر موڑ پر کھاتی ہوئی سو پیچ وخم
اک دلھن اپنی ادا سے آپ شرماتی ہوئی

(ii) ڈال کر گزرے مناظر پر اندھیرے کا نقاب
اک نیا منظر نظر کے سامنے لاتی ہوئی

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:

☆۔ درج ذیل الفاظ کے واحد سے جمع بنا کر جملوں میں پیش کیجیے:

جیسے: رات = راتوں : ریل کا سفر راتوں میں بڑا سہانہ ہوتا ہے۔

(i) ریل = ...: ....
(ii) منظر = ...: ....
(iii) روشنی = ...: ....
(iv) اندھیرا = ...: ....
(v) جنگل = ...: ....

نظم میں لفظ ''رات'' استعمال ہوا ہے۔ ''شب''، ''لیل'' وغیرہ رات کے مترادفات ہیں۔

درج ذیل الفاظ کا ایک مترادف لفظ لکھیے۔

(i) لب : .... (ii) کہسار : ....
(iii) مینہ : .... (iv) صدا : ....
(v) دلھن : .... (vi) پیڑ : ....
(vii) صحرا : .... (viii) جستجو : ....

درج ذیل الفاظ کے متضاد لفظ لکھ کر ایک مصرعہ اپنی یاد سے لکھیے :

(i) رات : ....

(ii) سکون : ....

(iii) حرکت : ....

(iv) خاموشی : ....

(v) روشنی : ....

درج ذیل خالی جگہوں میں مناسب لفظ لکھ کر مصرعے مکمل کیجیے۔

(i) پھر چلی ہے ریل..................سے لہراتی ہوئی۔ (جنگل/اسٹیشن)

(ii) وادی و کہسار کی ٹھنڈی..................کھاتی ہوئی۔ (فضاء/ہوا)

(iii) اک..................اپنی ادا سے آپ شرماتی ہوئی۔ (دلہن/ناگن)

(iv) اپنا سر دھنتی..................میں بال بکھراتی ہوئی۔ (ہوا/فضا)

(v) پیش کرتی بیچ..................میں چراغاں کا سماں۔ (سمندر/ندی)

ذیل میں دیے گئے مصرعوں کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(i) ناز سے ہر موڑ پر کھاتی ہوئی سو پیچ وخم

(ii) جیسے آدھی رات کو نکلی ہو اک شاہی برات

(iii) اک بگولے طرح بڑھتی ہوئی میدان میں

(iv) پُل پہ دریا کے دما دم کوندتی للکارتی

(v) ڈال کر گزرے مناظر پر اندھیرے کا نقاب

بے ترتیب الفاظ کو ترتیب میں لاتے ہوئے شعر مکمل کیجیے:

(i) ریل اسٹیشن سے پھر چلی ہے لہراتی ہوئی : ....

(ii) کھاتی ہوئی وادی و کہسار کی ٹھنڈی ہوا : ....

(iii) وہ چھم چھم کا تیز جھنکوں میں سرود دل نشیں : ....

(iv) میدان میں بڑھتی ہوئی اک بگولے کی طرح : ....

(v) دل کش خواب حال و مستقبل کے دکھلائی ہوئی : ....

نیچے دیے گئے مصرع کو غور سے پڑھیے:

تیز جھونکوں میں وہ چھم چھم کا سرود دل نشیں
رفتہ رفتہ اپنا اصلی روپ دکھلاتی ہوئی

اوپر کے مصرعوں میں بالترتیب چھم اور رفتہ الفاظ دو دو بار استعمال ہوئے ہیں۔ اسے تکرار کہتے ہیں۔ ایسا اس وقت کرتے ہیں جب بات میں زور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ آپ اپنے گروپ میں تذکرہ کیجیے اور ایسے ہی پانچ الفاظ معلوم کر کے لکھیے۔

(i) ....

(ii) ....

(iii) ....

(iv) ....

(v) ....

اس نظم میں ''پیچ وخم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ان لفظوں کو ' و ' سے جوڑا گیا ہے جس کا

مطلب 'اور' ہے ایسے الفاظ کو مرکب الفاظ کہا جاتا ہے۔ نیچے دیے گئے مرکب الفاظ پر غور کیجیے اور انہیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) صبح وشام : ....

(ii) آمدورفت : ....

(iii) عقل وشعور : ....

(iv) آب وہوا : ....

(v) عزم وہمت : ....

(vi) نظم وضبط : ....

تلاش کیجیے:

☆ پسنجر ٹرین، سپر فاسٹ، ایکسپریس، کے بارے میں معلوم کر کے لکھیے۔ان کے درمیان فرق بتائیے۔

☆ مختلف ٹرینوں کے نام لکھیے اور وہ کہاں سے کہاں تک چلائی جاتی ہیں۔

☆ اپنے ملک میں چلنے والی چند ریل گاڑیوں کے نام لکھیے۔

تخلیقی اظہار:

☆ ''ریلوے سٹیشن کا نظارہ'' موضوع پر ایک پراگراف لکھیے۔

☆ ''ریل کا سفر'' کے عنوان پر ایک مضمون لکھیے جس میں ٹکٹ بکنگ سے لے کر سفر کے اختتام تک کے واقعات کا ذکر کیجیے۔

☆ ہمارے آمدورفت کے ذرائع کون کون سے ہیں؟ آپ کو کون سا ذریعہ زیادہ پسند ہے۔اس پر اپنا خیال پیش کیجیے۔

☆ ریل کے ٹکٹ کو کن کن طریقوں سے خرید اجاسکتا ہے؟ معلومات حاصل کیجیے۔

عملی کام:

☆ ریل کے ذریعے کیے گئے اپنے کسی سفر کا احوال پندرہ سطروں میں لکھیے۔

☆ اڈیشا کے ریل میوزیم کی سیر کیجیے اور چند جملے اس کے بارے میں لکھیے۔

☆ آپ سفر کی تیاریاں کس طرح کرتے ہیں اور ہمیں سفر کے دوران کن کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے اس کی ایک فہرست تیار کیجیے۔

باپ کا خط بیٹے کے نام

پری ٹوریا جیل
25/مارچ 1909ء

عزیز بیٹے خوش رہو!

ہر ماہ ایک خط لکھنے اور ایک خط حاصل کرنے کا اختیار ملا ہے۔ اب میں خط لکھوں کسے؟ مسٹر ریچ کا، مسٹر پولک کا اور تمہارا خیال مجھے باری باری سے آیا، لیکن میں نے تمہیں ہی لکھنا پسند کیا۔ کیوں کہ مطالعہ کے وقت تمہارا ہی خیال مجھے برابر رہتا تھا۔

میرے بارے میں تم ذرا بھی فکر مت کرنا۔ خاص ہدایت کا اختیار مجھے نہیں ہے میں پوری طرح مطمئن ہوں۔

اُمید ہے کہ ''با'' اچھی ہوگئی ہوں گی۔ مجھے معلوم ہے تمہارے کچھ خطوط یہاں آئے ہیں۔ لیکن وہ مجھے نہیں دیے گیے۔ پھر بھی ڈپٹی گورنر کی رحم دلی سے مجھے معلوم ہوا کہ ''با'' کی طبیعت ٹھیک ہو رہی ہے۔ کیا وہ پھر سے چلنے پھرنے لگیں؟ ''با'' اور تم لوگ صبح دودھ کے ساتھ ساگودانہ برابر لے رہے ہو گے۔

اور اب تمہارے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ تم کیسے ہو؟ تم پر خود ذمہ داری میں نے ڈالی ہے تم اس کے واقعی قابل اور خوشی کے ساتھ اسے نباہ رہے ہو گے۔ مجھے ایسی امید ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ تم اپنی تعلیم سے مطمئن نہیں ہو۔ جیل میں میں نے یہاں خوب پڑھا ہے۔ اس سے میں سمجھا ہوں کہ کتابی علم ہی اصل تعلیم نہیں ہے۔ سچّا علم تو کردار سازی اور فرض سے آگاہی ہے۔

اگر یہ نقطۂ نظر درست ہے اور میرے خیال میں یہ بالکل ٹھیک ہے تو تم سچی تعلیم حاصل کر رہے ہو۔ آج کل تمہیں اپنی بیمار ماں کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ رام داس اور دیوداس کو بھی سنبھال رہے ہو گے، اگر چہ یہ خدمت تم اچھی طرح اور خوشی سے کرتے ہو تو تمہاری آدھی تعلیم تو اسی کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔

اُپنشدوں کی شرح میں لکھا ہے کہ پہلا آشرم یعنی برہم چاریہ آشرم، سنیاس آشرم کے برابر ہے۔ اس کا مجھ پر گہرا اثر پڑا ہے۔ تفریح اور دل لگی صرف ایک خاص عمر تک ہی اچھی لگتی ہے۔ بارہ برس کی عمر کے بعد بچوں کو ذمہ دار اور اپنے فرض کا احساس ہونا چاہیے۔ انہیں اپنے فکر و عمل میں سچ اور اہنسا کے استعمال کی کوشش کرنا چاہیے اور یہ بوجھ سمجھ کر نہیں کریں۔ بلکہ یہ کام مسرت کے احساس کے ساتھ کریں۔ یہ مسرت غیر فطری بھی نہیں ہونا چاہیے۔ یہ فطری اور آسان ہونا چاہیے۔ میں جب تم سے کافی چھوٹا تھا تو خود مجھے اپنے والد صاحب کی خدمت کرنے سے بہت خوشی حاصل ہوتی تھی۔ بارہ برس کی عمر کے بعد تفریح اور دل لگی کا بہت ہی کم بلکہ نہیں کے برابر ہی موقع مجھے ملا ہے۔

دنیا میں تین باتیں اہم ہیں۔ ان کو حاصل کر کے تم دنیا کے کسی بھی کونے میں جاؤ گے تو اپنا گزارا کر سکو گے۔ اپنی روح کا اپنے آپ کا اور خدا کا سچا عرفان حاصل کرنا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں کتابی علم نہیں ملے گا! وہ تو ملے گا ہی لیکن تم اس کی فکر کرو، یہ میں نہیں چاہتا۔ اس کے لیے ابھی تمہارے پاس کافی وقت ہے۔ کتابی علم تو اس لیے ہوتا ہے کہ جو کچھ تمہیں ملا ہے اسے تم دوسروں کو دے سکو۔

اتنا اور یاد رکھو کہ اب ہمیں غریبوں میں رہنا ہے۔ جتنا زیادہ میں غور کرتا ہوں اتنا ہی میں محسوس کرتا ہوں کہ غریبی ہی میں سُکھ ہے، امیری کے مقابلے میں غریبی زیادہ راحت بخش ہے۔

کھیت کی نندائی اور گڑائی میں پورا وقت دینا چاہیے۔ مستقبل میں ہمیں اپنا گزارا اسی پر کرنا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اپنے خاندان میں تم ایک قابل کاشت کار بنو۔ سبھی اوزاروں کو ہمیشہ صاف اور سلیقے سے رکھو۔

کتابی علم میں حساب اور سنسکرت پر پورا دھیان دینا۔ مستقبل میں سنسکرت تمہارے لیے بہت کار آمد ثابت ہو گی۔ یہ دونوں مضامین بڑی عمر میں سیکھنا مشکل ہے۔ موسیقی میں بھی برابر دل چسپی رکھنا۔

ہندی، گجراتی اور انگریزی کے چُنندہ بھجنوں اور نظموں کا ایک مجموعہ تیار کرنا چاہیے۔ سال کے آخر میں تمہیں اپنا یہ مجموعہ بہت بیش قیمت معلوم ہوگا۔ کام کی زیادتی سے انسان کو گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ کیسے ہوگا، پہلے کیا کروں؟ سنجیدگی سے غور وفکر کے ساتھ تم نے اگر سبھی خوبیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی تو تمہارے لیے بہت کارآمد اور قیمتی ہوں گی۔ تم سے یہ بھی امید ہے کہ گھر کے لیے جو بھی تم خرچ کرتے ہو اس کا پیسے پیسے کا حساب رکھتے ہوگے۔

مجھے یہ بھی امید ہے کہ تم روز شام کو قاعدہ کے مطابق پرارتھنا کرتے ہوگے اور اتوار کے دن شری ویسٹ کے یہاں بھی پرارتھنا میں جاتے ہوگے۔ طلوع آفتاب سے پہلے اُٹھ کر پرارتھنا کرنا بہت اچھا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ایک مقررہ وقت پر ہی پرارتھنا کریں۔ یہ باقاعدگی میں آگے چل کر مددگار ثابت ہوگی۔

اس خط کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد مجھے جواب دینا۔ جواب جتنا طویل چاہو اتنا لکھ سکتے ہو۔ آخر میں دعا اور خلوص پر یہ خط ختم کرتا ہوں۔

لفظ و معنی

لفظ	:	معنی
میراث	:	وراثت کا مال۔ مرنے والے اپنے وارثوں کے لیے جو کچھ چھوڑ جاتا ہے۔
مطالعہ	:	پڑھنا۔ پڑھنے میں دھیان لگانا
آگاہی	:	خبرداری
شرح	:	تشریح۔ وضاحت
عرفان	:	علم۔ پہچان
فکر	:	سوچ
فطری	:	قدرتی۔ پیدائشی فطرت کے مطابق
بیش قیمت	:	قیمتی۔ گراں
چُنندہ	:	چنا ہوا۔ انتخاب کیا ہوا
رحم دلی	:	نرم دلی
کردار سازی	:	اچھی خصلت بنانا۔ عادت و اخلاق سنوارنا
موسیقی	:	راگ۔ گانا بجانا
نندائی گڑائی	:	کھیتی میں ہل چلا کر کھیت کو ہموار کرنا
بھجن	:	مناجاتی گیت۔ مناجات
پرارتھنا	:	دعا۔ التجا۔ التماس۔ منت۔ سماجت
طویل	:	لمبا۔ لمبی
اہنسا	:	عدمِ تشدد۔ سلامتی
تفریح	:	دل لگی۔ سیر۔ دل بہلانا۔ ہوا خوری

غور کیجیے:

☆ موہن داس کرم چند گاندھی ایک ایسا نام ہے جس نے بیسویں صدی میں ہندوستان میں ایسا انقلاب بر پا کیا جو تاریخ کے اوراق میں رقم طراز ہے۔ جنھوں نے برِٹش سامراجیت سے اپنا لوہا منایا۔ جن کی اہنسا نے ملک سے انگریزی حکومت کو اکھاڑ پھینکا۔ جن کو 'فادر آف نیشن' (Father of Nation) اور ہندی میں ''جاتیاپتا'' کے نام سے لوگ یاد کرتے ہیں۔

گاندھی جی جہاں اتنے قد آور شخصیت کے مالک تھے وہیں ان کے اندر مذھبی جذبہ، غریب پروری اپنے آپ کو چھوٹا ہو کر زندگی گزارنا خود کفیل ہو کر گزر بسر کرنا ان کی خاصیت تھی۔ جیسا کہ ان کا خط ان کے بیٹے کے نام سے ہمیں پڑھنے و جاننے کو ملتا ہے۔

☆ ''باپ کا خط بیٹے کے نام'' سے ہمیں بہت ساری اہم معلوماتی باتیں پڑھنے و جاننے کو ملتی ہیں۔ گاندھی جی نے جہاں اپنے بیٹے کو گھر بار کی ذمہ داری، والدہ کی تیمارداری اور بھائیوں کی دیکھ بھال کی طرف توجہ دلایا ہے وہیں اپنے بیٹے کے فکر و عمل کی اصلاح کی کوشش کی ہے نیز اہنسا کا راستہ اختیار کرنے اور کردار سازی کے فرائض سے بھی آگاہ کیا ہے۔ وہیں اپنے بیٹے کو مذہبی تعلیم اور مذہبی طور طریقہ کی پابندی کی طرف توجہ مبذول کرایا۔

☆ ان سب سے ہٹ کر گاندھی جی کی سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ وہ اپنی روح کا اپنے آپ کا اور خدا کا سچا عرفان پیدا کرنے پر زور دیا ہے جسے تزکیۂ نفس اور معرفت خداوندی بھی کہا جاتا ہے۔ اسے اپنے اندر پیدا کرنے کو دنیا کے ہر کونے میں کامیابی کا ضامن بتایا ہے۔ گاندھی جی کی یہ نصیحت و ہدایت جو قبول کرلے وہ خود بھی سدھر جایے گا اور جگ سدھارو بن جایے گا اور دنیا میں اس کے طریقہ سے امن، بھائی چارہ، سچائی، اخوت و محبت پیدا ہو جائے گی۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) گاندھی جی نے یہ خط کہاں سے اور کس کو لکھا تھا؟
(ii) گاندھی جی کے مطابق سچا علم کیا ہے؟
(iii) گاندھی جی کو بچپن میں کس کام سے خوشی کا احساس ہوتا تھا؟
(iv) گاندھی جی نے اپنے بیٹے کو کاشت کاری کے بارے میں کیا مشورے دیے؟
(v) گاندھی جی نے کن تین باتوں کو اہم بتایا ہے؟
(vi) گاندھی جی کو کس بات سے بہت خوشی ملتی ہے؟
(vii) گاندھی جی کے خیال میں سکھ اور راحت کس میں ہے؟

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:

☆ نیچے دیے گئے جملوں میں فعل کی نشاندہی کیجیے، اس فعل کی قسم بھی بتائیے:

(i) ڈپٹی گورنر کی رحم دلی سے مجھے یہ معلوم ہوا تھا۔ ....
(ii) طلوع آفتاب سے پہلے اُٹھ کر پرارتھنا کرتا ہوں۔ ....
(iii) آپ پیسے پیسے کا حساب رکھتے ہوگے۔ ....
(iv) تمہاری آدھی تعلیم اسی کے ذریعہ پوری ہوگی۔ ....
(v) تم اپنے خاندان میں ایک قابل کاشت کار بنو۔ ....

درج ذیل جملوں کو پڑھیئے اور خط کشیدہ الفاظ کے واحد / جمع لکھیے:

(i) مجھے معلوم ہے کہ تمہارے کچھ خطوط یہاں آئے ہیں۔ ....
(ii) تمہیں اپنی بیمار ماں کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ ....
(iii) ابھی تمہارے پاس کافی وقت ہے۔ ....
(iv) دونوں مضامین بڑی عمر میں سیکھنا مشکل ہے۔ ....
(v) کتابی علم ہی اصل تعلیم نہیں ہے۔ ....

درج ذیل الفاظ کے متشابہ الفاظ لکھ کر معنی لکھیے۔

	الفاظ	متشابہ	معنی
مثال:	ارض	عرض	....
	نظر	....	....
	امارت	....	....
	بعد	....	....
	جعلی	....	....
	اصل	....	....

اردو تحریر میں اختصار کے لیے عام طور پر مندرجہ ذیل مخفف فارم استعمال کیے جاتے ہیں جیسے

این۔سی۔ای۔آر۔ٹی، ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی اور بی۔ای۔ڈی وغیرہ۔آپ اپنے استاذ سے معلوم کر کے مخفف علامتوں کا مطلب لکھیے۔

(i) الخ : ....

(ii) رح : ....

(iii) سنہ : ....

(iv) صلم : ....

(v) ھجہ : ....

(vi) رضہ : ....

خطوط تین طرح کے ہوتے ہیں

(i) نجی خطوط

(ii) کاروباری خطوط

(iii) سرکاری خطوط

(i) نجی خطوط: جو اپنے کنبے والوں، رشتے داروں، دوستوں، ملنے جلنے والوں کو لکھے جاتے ہیں۔
یہ خطوط ''مکرمی''، ''تسلیم''، ''محترم'' وغیرہ سے شروع ہوتے ہیں۔

(ii) کاروباری خطوط: ان میں اشیاء مطلوبہ کے سلسلے میں ضروری ہدایتیں ہوتی ہیں۔
یا اپنے کاروباری سلسلہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔

(iii) سرکاری خطوط: جو دفتر کے امور سے متعلق ہوتے ہیں۔ جن میں درخواستیں، سرکاری نوٹس وغیرہ
شامل ہیں۔

اوپر دیے گئے معلومات کی روشنی میں آپ یہ تینوں طرح کے خطوط مختصر انداز میں لکھ کر اپنے

استاد کو دکھایئے۔

درج ذیل الفاظ سے سابقے اور لاحقے پہچان کر خالی جگہوں میں لکھیے:

خواہش مند۔ بدتمیز۔ ہم سفر۔ درس گاہ۔ اہل شعور۔ عجائب خانہ۔ ماموں زاد۔ نافرمان۔
ناول نگر۔ خوش اخلاق

سابقے: ....

لاحقے: ....

تخلیقی اظہار:

آپ نے گاندھی جی کی تین اہم باتیں اپنے سبق میں پڑھیں جس کو یہ حاصل ہو جائیں تو وہ شخص دنیا میں جہاں بھی جائے اپنا گزارا کرسکتا ہے۔

(i) اپنی روح کو سنوارنا

(ii) اپنے آپ کی اصلاح

(iii) خدا کا سچا عرفان

ان میں سے کسی ایک پر مضمون اپنے استاذ سے پوچھ کر لکھیں اور پھر اپنے استاذ کو دکھائیں۔

عملی کام:

گاندھی جی نے بیٹے کو کھیتی باڑی (کاشت کاری) کے متعلق ایک تجربہ کار کسان کی طرح چند باتیں لکھی ہیں اور قابل کاشت کار بننے کی صلاح دی ہے۔کیا آپ کاشت کاری کے شعبہ کو اختیار کرنے کو اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو کاشت کاری کی اہمیت اور افادیت پر ایک مضمون لکھیے تاکہ آپ کی طرح دوسرے لوگ بھی کاشت کاری کے شعبہ کو اپنانے میں فخر محسوس کریں اور مستقبل میں اپنا گزارا اسی پر کرنے لگیں۔

☆☆☆

پڑوسیوں کے حقوق

ہر مذہب میں پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے۔خصوصاً مذہب اسلام میں اس پر خاص توجہ دی گئی ہے اور پڑوسی کا حق ایک منفرد اور جداگانہ حق ہے۔ جو پڑوسی ہونے کی بنیاد پر انسان کو ملتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور شریفانہ برتاؤ پیش کریں کہ انہیں ہماری طرف سے پورا اطمینان ہو اور ہماری جانب سے کسی ظلم اور تکلیف کا اندیشہ ان کے دلوں میں نہ رہے۔ پڑوسیوں سے حسن سلوک ایمان کا حصہ ہے۔جس کے بغیر کامل ایمان کا دعویٰ کرنا بے معنی ہے۔معاشرہ میں رہنے والا ہر شخص کسی نہ کسی حیثیت سے دوسرے کا ہمسایہ ہوتا ہے۔

ہمسایہ صرف وہ نہیں جس کا دروازہ آپ کے دروازے کے سامنے ہو۔ہمسایوں میں وہ افراد اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آپ کے ساتھ دفتر میں کام کرتے ہیں۔آپ کی فیکٹریوں اور کارخانوں میں آپ کے ساتھ مل کر مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ ہمسایوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کی دکانیں آپ کی دکان سے ملی ہوئی ہیں۔ ہمسایوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آپ کے ساتھ سفر کرتے ہیں یا درس گاہوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں یا آپ کے ساتھ کاروباری تعلق رکھتے ہیں۔ان سب کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔لفظ ''ہم سائیگی'' کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

پڑوس کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ صرف انسانوں میں نہیں ہے بلکہ جنگل کے جانوروں اور پرندوں کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔ایک باغ میں امرود کا پیڑ بہت پرانا تھا۔اس کی شاخ پر ایک چڑیا رہتی تھی۔ چڑیا کے دو ننھے مُنّے خوب صورت بچّے تھے۔اسی درخت کی دوسری شاخ پر ایک کوّے نے اپنا گھونسلا بنایا۔کوّا اپنے گھونسلے میں اکیلا رہتا تھا۔ پہلے تو چڑیا کو بڑا خوف ہوا کہ کوّا اس کے بچوں کو کھا نہ جائے لیکن رفتہ رفتہ کوّے اور چڑیا میں بڑی دوستی ہوگئی۔

جب چڑیا کہیں باہر جاتی کوّا اس کے بچوں کی نگرانی کرتا۔کوّا باہر جاتا تو چڑیا اس کے گھونسلے کی دیکھ بھال کرتی۔ایک دن کوّا بیمار ہوگیا اور کھانے دانے کی تلاش میں باہر نہ جاسکا۔اس نے چڑیا سے کہا
’’پیاری چڑیا جب تم اپنے بچوں کے لیے دانے کی تلاش میں جاؤ تو کچھ میرے لیے بھی لیتی آنا۔‘‘
’’بہت اچھا‘‘ چڑیے نے کہا۔بچوں کو سوتا چھوڑ کر چڑیا دانہ لینے باہر چلی گئی۔

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اتنے میں درخت پر کچھ آہٹ سی محسوس ہوئی۔ کوّے نے گھونسلے سے سر باہر نکالا تو دیکھا ایک بلی چڑیا کے بچوں کو کھانے کے لیے تاک لگائے بیٹھی ہے۔ اسے دیکھ کر کوّا سہم گیا۔ وہ بچوں کو بچانے کی ترکیب سوچنے لگا۔ اتنے میں چڑیے کے بچے جاگ اٹھے اور بلّی کو دیکھ کر خوف سے چلانے لگے۔ کوّے نے سوچا اگر وہ بچوں کو نہ بچا سکا تو چڑیا اسی پر شک کرے گی۔ اچانک کوّا اڑا اور چڑیا کے گھونسلے سے اوپر والی شاخ پر جا بیٹھا۔ پھر اپنی چونچ سے درخت پر لگے ہوئے بڑے بڑے امرود شاخ سے توڑنے لگا اور نیچے گرانے لگا۔ اس کام میں اس کی چونچ بھی زخمی ہوگئی۔ اس طرح اوپر سے کئی سخت امرود لگا تار بلّی پر گرے۔ بلّی بہت گھبرائی اور دوسری شاخ پر کود گئی۔ کوّا بھی اڑ کر اس کے اوپر والی شاخ پر آ بیٹھا اور پھر اس نے چار پانچ امرود ایک ساتھ بلّی کے سر پر گرائے۔ بلّی کے سر سے خون بہنے لگا۔

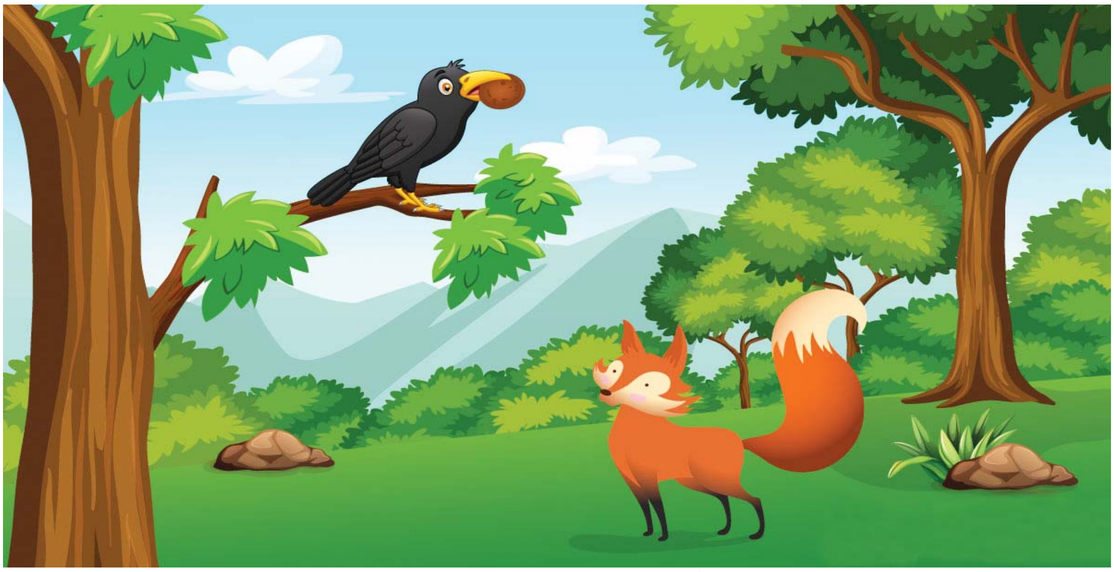

میاؤں میاؤں کرتی ہوئی وہ بھاگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد چڑیا بھی لوٹ آئی۔ بچوں نے اسے سارا قصہ سنایا۔ چڑیا بہت خوش ہوئی اور کھانے کے لیے کوّے کو اپنے گھر بلا لائی۔

بچو! دیکھا آپ نے! کوّے نے چڑیا کے بچوں کی کس طرح مدد کی اور ان کی حفاظت کی۔ ٹھیک اسی طرح جب ہمارے پڑوسی کہیں باہر سفر میں جائیں تو ان کے گھر بار اور بچوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی پڑوسی کے ذمے ہے۔

خدا کا سارا نظام ایک اصول کے ساتھ چلتا ہے۔ اس کے خلاف عمل کرنے پر نہ کوئی انسان محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ جنگلوں کے جانور نہ پرندے۔

لفظ و معنی

لفظ		معنی
ہم سایہ	:	پڑوسی۔ساتھ رہنے والا
تلقین	:	تعلیم۔نصیحت
منفرد	:	اکیلا۔تنہا
حسن سلوک	:	اچھا برتاؤ۔اخلاقِ حسنہ
اندیشہ	:	خوف۔کھٹکا
معاشرہ	:	سماج۔ماحول
افراد	:	لوگ۔آدمی۔فرد کی جمع
شاخ	:	ٹہنی۔ڈالی
کامل	:	پورا۔مکمل
سہم جانا	:	خوف کھانا۔ڈر جانا
نظام	:	بندوبست۔انتظام۔طریقہ
ہم سایگی	:	پڑوسی ہونا۔پاس کے مکان سے متعلق
وسیع	:	چوڑا۔دور تک پھیلا ہوا۔کشادہ
گھونسلا	:	پرندوں کا گھر۔آشیانہ
آہٹ	:	آواز۔کھٹکا
اصول	:	دستور۔طور طریقہ۔بنیادیں
دائرہ	:	حلقہ۔محیط۔ٹولہ۔محلّہ

غور کیجیے:

☆ انسان پرسکون اور پرامن رہنا چاہتا ہے۔ الجھن و تکلیف سے محفوظ رہنا چاہتا ہے۔ گھریلو الجھنوں کے ساتھ انسان کو عام طور پر پڑوسی سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ کبھی بچوں کے کھیلنے سے تو کبھی نالی کا پانی بہنے پر غرض کہ چھوٹے بڑے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔ اگر پڑوسی بدمزاج جھگڑالو ہو تو زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ اس لیے بُرے پڑوسی سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی نبی ﷺ نے دعا بھی بتلائی ہے۔

☆ اگر پڑوسی شریف، سمجھ دار، معاملہ فہم اور مددگار ہو تو انسان کا محلّہ اور ماحول جنت نشاں بن جاتے ہیں۔ اچھے پڑوسی اور نیک بیوی کا ہونا خوش قسمتی کی علامت ہے۔ وہیں بُرا پڑوسی بدبختی کی علامت ہے۔ نیک پڑوسی انسان کی سعادت اور نیک بختی کی علامت ہے۔

☆ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا صدقہ ہے۔ پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔ شہری زندگی میں جو لوگ اپارٹمنٹ اور فلاٹ وغیرہ میں رہتے ہیں وہ اکثر پڑوسیوں سے غافل رہتے ہیں۔

☆ ایک پڑوسی وہ ہے جس سے خونی رشتہ ہے دوسرا جس سے خونی رشتہ نہیں مگر ہم سایہ ہے۔ تیسرا وہ پڑوسی جو عارضی وقتی طور پر ہم سایہ بن گیا ہے۔ اسے ہم نشین کہا جاتا ہے۔ پڑوسی کے لیے ہم سائیگی کا ہونا کافی ہے۔ مالک مکان ہونا، ہم مذہب ہونا، برادری کا ہونا ضروری نہیں ان تمام قسم کے پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم و تلقین کی گئی ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) ''ہم سایہ'' کسے کہتے ہیں؟

(ii) کوّے نے چڑیا کے بچوں کی کس طرح حفاظت کی؟

(iii) ہمسایا میں کون کون شامل ہیں کتاب کے حوالے سے لکھیے؟

(iv) انسانوں کے علاوہ اور کون کون پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں؟

(v) کوّے کے ذمہ کس کی حفاظت تھی اور چڑیا کوّے کی کس طرح دیکھ بھال کرتی تھی؟

(vi) کس چیز کے بغیر کامل ایمان کا دعویٰ بے معنی ہے؟

(vii) کس مذہب میں پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے؟

(viii) ایمان کا حصہ کس بات کو کہا گیا ہے؟

(ix) خدا کا سارا نظام کس اصول کے ساتھ چلتا ہے؟

(x) کوّا کس بات پر سہم گیا اور اس نے چڑیا کے بچوں کو کیوں بچایا؟

نیچے دیے ہوئے الفاظ میں سے جو لفظ واحد ہے اُسے واحد کے خانوں میں اور جمع ہے تو اُسے

جمع کے خانوں میں لکھیے:

مذاہب۔ قوم۔ گھونسلے۔ تکلیف۔ لقب۔ دکانیں۔ دفتر۔ پرندوں۔ خبر۔ جنگل

واحد					
جمع					

ذیل میں دیے گئے الفاظ کے متضاد لفظ لکھ کر جملوں میں استعمال کیجیے:

لفظ	متضاد	جملہ
ظلم	....	....
تکلیف	....	....
حسن سلوک	....	....
خوبصورت	....	....
ایمان	....	....

نیچے دیے گیے لفظوں میں سے مناسب الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

پڑوسیوں۔امرود۔شاخ۔بے معنی۔حسن سلوک۔تلقین۔دروازہ۔ننھے منے

(i) ہر مذہب میں......................کے ساتھ اچھے برتاؤ کی......................کی گئی ہے۔

(ii) پڑوسیوں سے.............ایمان کا حصہ ہے جس کے بغیر ایمان کا دعویٰ کرنا..............ہے۔

(iii) کوّا اڑ کر اس کے اوپر والی.................پر آ بیٹھا۔پھر اس نے چار پانچ..............ایک ساتھ بلّی کے سر پر گرائے۔

(iv) ہمسایہ صرف وہ نہیں جس کا....................آپ کے دروازے کے سامنے ہو۔

(v) چڑیا کے دو ....خوبصورت بچے تھے۔

☆ کلمہ کی تین قسمیں ہیں:

اسم　　　　فعل　　　　حرف

اسم وہ کلمہ یا لفظ ہے جس سے کسی شخص، چیز یا جگہ کا نام معلوم ہو۔جیسے عرفان۔کاغذ۔لال قلعہ۔

فعل جس سے کام کا ہونا یا کرنا معلوم ہو جیسے لکھ رہا ہے۔آئے گا۔آیا تھا۔گیا۔

حرف وہ کلمہ ہے جو دو اسموں یا اسم اور فعل کو ایک دوسرے سے ملانے کا کام کرتا ہے جیسے:

تک۔پر۔کو۔اوپر۔نیچے

مندرجہ ذیل جملوں میں ''اسم''۔ ''فعل''۔ ''حرف'' کی نشاندہی کیجیے۔

جملے	اسم	فعل	حرف
حامد نے قلم سے لکھا۔	....	....	....
محمود گھر سے بازار گیا۔	....	....	....
لڑکے اسکول میں پڑھتے ہیں۔	....	....	....
لڑکے میدان میں کھیل رہے ہیں۔	....	....	....
حامد سڑک پر دوڑ رہا ہے۔	....	....	....

نیچے دیے گئے الفاظ میں سے شخص، جگہ اور چیز کی نشاندہی کیجیے۔

(i) کولکتا : ....

(ii) چارپائی : ....

(iii) عبدالکلام : ....

(iv) نندن کانن : ....

(v) فٹ بال : ....

متشابہ الفاظ ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جو املا یا آواز کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں۔ مگر ان کے معنی مختلف ہوں۔

جیسے: آم : مجھے آم پسند ہے۔

عام : احمد ایک عام آدمی ہے۔

ذیل کے الفاظ کو بغور پڑھیے اور معانی کا فرق اظہار کرتے ہوئے جملوں میں استعمال کیجیے۔

عصر۔ اثر، ارض۔ عرض، ہلال۔ حلال، عرب۔ ارب، علم۔الم

(i) عصر: ....

اثر: ....

(ii) ارض: ....

عرض: ....

(iii) ہلال: ....

حلال: ....

(iv) عرب: ....

ارب: ....

(v) علم: ....

الم: ....

تخلیقی اظہار:

☆ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے دکھ اور درد کو بانٹنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ تاکہ انسان ایک دوسرے کے کام آئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فرشتے کیا کم تھے۔ آپ کے خیال میں انسانی دکھ درد کو بانٹنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے بتائیے۔

☆ انسان ایک دوسرے کے مال و دولت کا بھوکا نہیں ہوتا بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اس کا پڑوسی اس کے دکھ درد کو بانٹ لے، خوشی اور غم میں شریک رہے۔ آپ اور آپ کے اہل خانہ ضرور ایسا کرتے ہوں گے۔ لہذا اچھے پڑوسی کے عنوان پر ایک مضمون تحریر کیجیے اور اس پر اپنے ہم سبق گروپ میں بیان کیجیے۔

عملی کام:

☆ پیار محبت، حسنِ سلوک، سچائی، ایمانداری اور انصاف کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مختصر مضمون لکھیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔

☆ اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ مل کر اچھے پڑوسی کے عنوان پر ایک مکالمہ پیش کیجیے۔

☆☆☆

وادیٔ گنگا میں ایک رات

کرتے ہیں مسافر کو محبت سے اشارے
اے وادیٔ گنگا ترے شاداب نظارے
یہ بکھرے ہوئے پھول، یہ نکھرے ہوئے تارے
خوشبو سے مہکتے ہوئے دریا کے کنارے

یہ چاندنی رات اور یہ پُر خواب فضائیں
اک موجِ طرب کی طرح بے تاب فضائیں
سبزے کا ہجوم اور یہ شاداب فضائیں
مہکے ہوئے نظّارے ہیں بہکے ہوئے تارے

نیندوں میں ہیں کھوئی ہوئی بیدار ہوائیں
گل زار ہیں گل ریز، گہر بار ہوائیں
ہیں نور میں ڈوبی ہوئی سر شار ہوائیں
یا بال فشاں، مستیِ نکہت کے نظّارے

صحرا ہیں کہ خوابیدہ نظاروں کے شبستاں
دامن میں لیے چاند ستاروں کے شبستاں
فردوس کی پُر کیف بہاروں کے شبستاں
اخترؔ کی تمنا ہے ، یہیں رات گزارے

اختر شیرانی

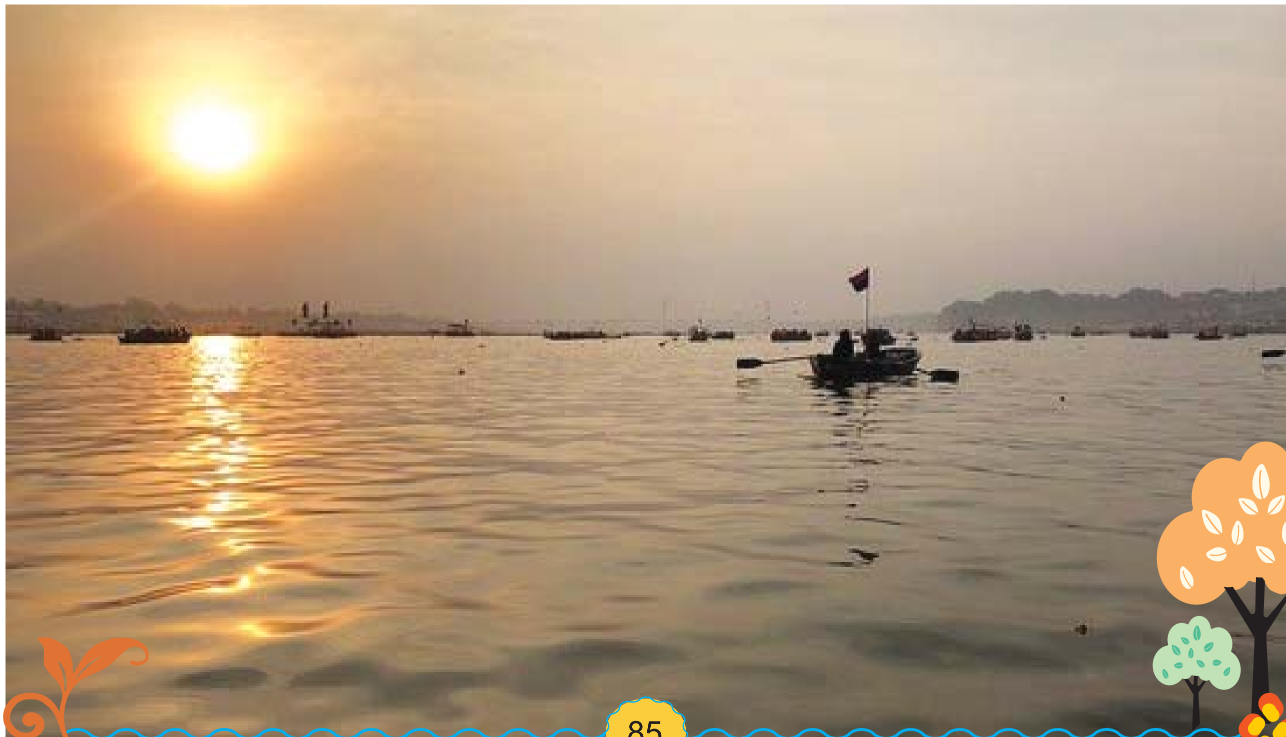

لفظ و معنی

لفظ	معنی
شاداب	ہرا بھرا۔ تروتازہ۔ سرسبز
پُرخواب	خوابوں سے بھرپور گہری نیند
نظارہ	منظر
موجِ طرب	خوشی کی لہر
فردوس	اعلیٰ جنت
گلزار	باغ۔ گلوں سے بھرا ہوا۔ پھلواری
گلریز	پھول کڑھے ہویے
گہربار	موتی بکھیرنا
سرشار	مست۔ بھرپور
بال فشاں	بال پھیلائے ہوئے
پُرکیف	مستی سے بھرا ہوا۔ لذت سے بھرپور
بےتاب	بےچین۔ بےقرار۔ جو قرار نہ پا سکے
صحرا	میدان جہاں درخت وغیرہ کچھ نہ ہوں۔ ریگستاں
نکہت	خوشبو
تمنّا	آرزو
بہکنا	جھومنا۔ مست ہونا۔ بہک جانا

غور کیجیے:

☆ نظم ''وادیِ گنگا میں ایک رات'' دریائے گنگا کے فطری مناظر کو بیان کرنے والی ایک خوبصورت نظم ہے۔ جس میں دریا کے کنارے پرلطف مناظر، ٹھنڈی ہوائیں، کھلا آسمان، رات کے وقت پانی میں جھلملاتے تاروں کا عکس بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

☆ اس نظم میں شاعر نے پھول، چاندنی رات، فضا، تاروں بھری رات، باغ اور گنگا کے آس پاس کے نظاروں کا تفصیلی بیان کیا ہے۔

☆ دریائے گنگا کا ہندوستانی تہذیب سے بہت گہرا تعلق ہے اس کا شمار ہماری قدیم ترین ندیوں میں ہوتا ہے۔ گنگا جمنی تہذیب رواداری کے ساتھ رہنے کا درس دیتی ہے۔

☆ اس نظم میں گنگا کے کنارے ایک رات کا تصور انتہائی رومانی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جس میں فطرت کی دلکشی اور شاعر کے جذبات کو پیش کیا گیا ہے۔

☆ شاعر نے ہندوستان کی خوبصورتی اور تاریخی وثقافتی ورثے سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے گنگا کے کنارے کی خوبصورتی کو وطن کی محبت سے جوڑا ہے۔

☆ نظم میں چاندنی رات کا منظر، گنگا کی لہروں کی سرسراہٹ اور اس کے اردگرد کے پرسکون فضا کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) یہ نظم کس کے بارے میں ہے؟
(ii) شاعر کو کس کے نظارے متاثر کر رہے ہیں؟
(iii) گنگا کے نظارے مسافر کو کیسے اشارے دے رہے ہیں؟
(iv) دریا کے کنارے کس چیز سے مہک رہے ہیں؟
(v) شاعر نے اس نظم میں چاندنی رات کی کس طرح منظر کشی کی ہے؟
(vi) ''سبزے کا ہجوم'' سے شاعر نے کیا مراد لیا ہے؟
(vii) فضاؤں کو شاعر نے ''پُر خواب'' کس وجہ سے کہا ہے؟
(viii) شاعر نے ہوا کو کن کن چیزوں سے تشبیہ دی ہے؟

درج ذیل الفاظ کے متضاد الفاظ لکھیے:

	الفاظ		متضاد الفاظ
(i)	نور	:	....
(ii)	کنارا	:	....
(iii)	امن	:	....
(iv)	ہجوم	:	....
(v)	خواب	:	....

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:

خالی جگہوں میں صحیح الفاظ استعمال کر کے مصرعے مکمل کیجیے:

(i) کرتے ہیں مسافر کو.................. سے اشارے۔ (محبت۔نفرت۔شاداب)
(ii) یہ چاندنی رات اور یہ.................. فضائیں۔ (پرکیف۔پرخواب۔سرشار)
(iii) سبزے کا ہجوم اور یہ.................. فضائیں۔ (پرخواب۔بےتاب۔شاداب)
(iv) گل زار ہیں گل ریز گہر بار.................۔ (فضائیں۔ہوائیں۔صدائیں)
(v) اختر کی تمنا ہے یہیں.................. گزارے۔ (رات۔دن۔شام)

یہ الفاظ پڑھیے:

برحق ۔ بےتاب ۔ پرخواب ۔ سرشار ۔ لاعلاج ۔

ان لفظوں میں ہر لفظ کے شروع میں ایک علاماتی حرف کا استعمال کیا گیا ہے، جیسے بر ۔ بے، پُر ۔ سر ۔ لا ۔ ان علامتوں کو سابقے کہتے ہیں ۔ کسی لفظ کے شروع میں اسی طرح علامتوں (سابقوں) کے لگانے سے ایک نیا لفظ بن جاتا ہے ۔

آپ درج بالا ان علامتوں (سابقوں) سے تین تین نئے الفاظ بنائیے:

بر :	....	....	....
بے :	....	....	....
پُر :	....	....	....
سر :	....	....	....
لا :	....	....	....

ذیل میں دیے گئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو اس طرح پُر کیجیے جس سے مصرعے مکمل ہو جائیں:

پرکیف ۔ موجِ طرب ۔ دریا ۔ شاداب ۔ سرشار

(i) خوشبو سے مہکتے ہوئے................ کے کنارے ۔

(ii) اک................ کی طرح بے تاب فضائیں ۔

(iii) ہیں نور میں ڈوبی ہوئی................ ہوائیں ۔

(iv) فردوس کی................ بہاروں کے شبستاں ۔

(v) اے وادیٔ گنگا تیرے................ نظارے ۔

درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے:

(i) کرتے ہیں مسافر کو محبت سے اشارے
اے وادیٔ گنگا ترے شاداب نظارے
یہ بکھرے ہوئے پھول، یہ نکھرے ہوئے تارے
خوشبو سے مہکتے ہوئے دریا کے کنارے

(ii) نیندوں میں ہیں کھوئی ہوئی بیدار ہوائیں
گل زار ہیں گل ریز، گہر بار ہوائیں
ہیں نور میں ڈوبی ہوئی سر شار ہوائیں
یا بال فشاں، مستیِ نکہت کے نظارے

نیچے دیے ہوئے لفظوں میں سے مذکر اور مؤنث تلاش کر کے لکھیے:

نغمہ۔ محبت۔ صحرا۔ رات۔ نور۔ گلزار۔ بہار۔ سفر۔ خوشبو

مذکر :					
مؤنث :					

نظم میں آئے ہوئے الفاظ تلاش کیجیے اور نیچے دیے گیے خانوں میں درج کیجیے۔

ل	د	ر	ف	ا	س	م	ٹ	ر	و	ت
گ	م	ل	ی	ن	د	ن	ا	چ	ر	ف
ن	ب	ل	و	ھ	پ	ف	ض	ص	ش	ر
گ	ٹ	ل	ب	ا	د	ا	ش	ع	ن	د
ا	ت	ب	ح	م	ڈ	ل	ع	ا	ڑ	و
ث	ے	ر	ا	ظ	ن	ق	ل	ک	د	س
ھ	ص	س	ب	ر	ا	د	ن	ی	ن	ط
ڑ	ا	ی	ر	د	ٹ	ر	گ	د	ز	غ

(i) فردوس .... (ii) ....

(iii) .... (iv) ....

(v) .... (vi) ....

(vii) .... (viii) ....

(ix) .... (x) ....

تخلیقی اظہار:

☆ کیا آپ نے کبھی سمندری یا دریائی سفر کیا ہے؟ اس سفر کی روداد لکھیے اور اپنے دوستوں کو سنائیے۔

☆ آپ نے کوئی منظر دیکھا ہوگا۔ جس طرح شاعر نے گنگا کے کنارے کا منظر پیش کیا ہے اسی طرح کسی ایک پسندیدہ منظر رپورٹ لکھیے۔

☆ آپ اپنے گھر والوں یا گاؤں کے لوگوں سے پوچھ کر آپ کے آس پاس بہنے والی ندی کے بارے میں معلوم کر کے اپنی کاپی میں لکھیے۔ جیسے ندی کہاں سے نکلی ہے، کہاں کہاں سے گزرتی ہے، اس کا پانی کس طرح استعمال ہوتا ہے وہ کن کاموں میں لگتا ہے اور اس کے تحفظ کے لیے کیا تدابیر کی جارہی ہیں۔

عملی کام:

☆ ہمارے صوبہ اڈیشا میں بہت سی ندیاں ہیں۔ ان کے نام لکھیے۔

☆ آپ کے علاقے سے بھی کوئی ندی بہتی ہوگی اس ندی سے ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے اور اس سے کون کون سی چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس پر ایک رپورٹ تیار کیجیے۔

☆ اس نظم کا خلاصہ اپنی زبان میں لکھیے اور جماعت میں اپنے دوستوں کو سنائیے۔

☆ گنگا کے راستے میں آنے والے شہروں کے ناموں کی فہرست تیار کیجیے۔

☆☆☆

یادگار اڈیشا

بچو! تم اڈیشا میں رہتے ہو۔ یہ ہمارے باپ دادا کا وطن ہے۔ تم یہیں پیدا ہوئے اور اس کی آغوش میں پلتے بڑھتے رہے۔ تمہارے بزرگ بھی اسی سرزمین میں دفن ہیں۔ اسی شے وطن کو ہم عزیز ہیں اور ہم کو وطن عزیز ہے۔ لیکن تم اڈیشا کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

ہندوستان کے صوبوں میں سے اڈیشا جنوب مشرقی ہند میں واقع ہے۔ اور مشرقی ساحل پر تقریباً پانچ سو کیلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔ اس ریاست کے مشرق میں بنگال کی کھاڑی، اُتّر پورب میں مغربی بنگال، اُتّر میں جھارکھنڈ، مغرب میں چھتیس گڑھ اور دکھن میں اندھرا پردیش واقع ہے۔ اڈیشا کا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع کیلو میٹر سے کچھ زیادہ ہے۔ اڈیشا کے تیس ضلع ہیں۔ اس ریاست کی کل آبادی ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ یکم اپریل 1936ء کو اڈیشا بہار سے الگ ہو کر ایک علیحدہ صوبہ بنا۔ اسی لیے یکم اپریل کو اڈیشا بھر میں اُتکل دِوس منایا جاتا ہے۔

اڈیشا تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اڈیشا کے لغوی معنی ہیں ''دھان کا ملک''۔ قدیم یونانی مصنفوں نے اس ملک کے باشندوں کو ''اورے ٹس'' (ORETOS) لکھا ہے۔ جو سنسکرت کے لفظ اُڈر کا ہم معنی ہے۔ کوروکھیتر جنگ سے پہلے کلنگا ایک خود مختار ملک تھا۔ اگرچہ اس وقت وہاں آریاؤں کی حکومت نہ تھی۔ آریا قوم کا حکمراں خاندان ان لوگوں کے ساتھ شادی بیاہ رچانے کو اپنے لیے باعث عزت سمجھتا تھا۔ جین بادشاہوں میں کھاربیل کا شمار ایک بہادر بادشاہ کے طور پر ہوتا ہے۔

محمد شاہ تغلق کی فوج کے ساتھ مسلمان سپاہی پہلی بار اڈیشا کے جاج نگر تک پہنچے جسے آج کل جاج پور کہا جاتا ہے۔شہنشاہ اکبر کا راجا مُکُند دیو سے بہت گہرا تعلق تھا۔مُکُند دیو کا دارالحکومت قلعۂ کٹک (بار باٹی) تھا۔راجا مُکُند دیو کو شکست دے کر بنگال کے حکمراں سلیمان کرہانی نے اڈیشا پر اپنا قبضہ جمالیا۔اسی طرح جب مغلوں نے بنگال کو فتح کیا تو اڈیشا کو بھی فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صوبۂ اڈیشا میں اکثر باہر کے تاجر، سیاح اولیاء کرام اور رشی مُنی کی آمد ورفت جاری تھی۔ اڈیشا زمانۂ قدیم سے اب تک مختلف مذاہب کی آماجگاہ ثابت ہوا ہے۔لہذا بھوبنیشور میں واقع کھنڈ گری اور اُودے گری کے علاوہ کیونجھر کے رام چنڈی، بھدرک کے بھدرکالی، کوراپوٹ کے کچیلا اور میوربھنج کے باری پدا وغیرہ علاقوں میں جین دھرم کے قدیم آثار پائے جاتے ہیں۔

جب اشوک نے کلنگا پر حملہ کیا تو اس جنگ میں ہزاروں فوجی مارے گئے۔اس واقعہ سے اشوک کو بے حد رنج وافسوس ہوا تو اس نے بُدھ مذھب اختیار کرلیا اور اس کی خوب تبلیغ کی۔جس سے بُدھ مذہب ایک عالمی مذہب بن گیا۔اڈیشا کے لانگوڑی پہاڑ، دھَولی گری، رتنا گری، للت گری، بدھا کھول وغیرہ علاقوں میں بُدھ مذہب کے تمدن وثقافت کے آثار قدیمہ اب بھی موجود ہیں۔کٹک میں مہاندی کے ساحل پر گُرونانک جی کے مسواک گاڑنے کے سبب وہاں کے گرودوارہ کو مسواک صاحب کہا جاتا ہے۔اسی طرح ہندؤں کے چار دھام میں سے جگنّاتھ دھام، پوری، کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔یہاں کا رتھ یاترا پوری دنیا میں مشہور ہے۔

ہزار سالہ قدیمی، تاریخی، ثقافتی شہر کٹک کو سلور سٹی (چاندی کا شہر) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح لِنگراج مندر کی وجہ سے اڈیشا کی راجدھانی بھوبنیشور کو ٹمپل سِٹی (مندروں کا شہر) اور اسٹیل پلانٹ کی وجہ سے راورکیلا کو اسٹیل سیٹی کے نام سے پوری دنیا جانتی ہے۔ اسی طرح کٹک میں شجاع الدین محمد خاں کی یادگار ''قدم رسول'' کے علاوہ شاہی قلعہ مسجد، جامع مسجد، تاتار خاں مسجد (واقع دیوان بازار، کٹک) اور جاج پور میں واقع شاہی مسجد بھی مسلم حکمرانوں کی یادگار ہیں۔

اڈیشا کی زبان اڈیا ہے۔ یہاں اڈیا زبان کے ناول نگاروں، افسانہ نگاروں اور شاعروں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ مگر اڈیشا میں اردو زبان کی تاریخ کا آغاز فیروز شاہ تغلق کے دور سے ہوتا ہے یہ زمانہ سات صدیوں پر محیط ہے۔ تب سے یہاں اردو بولی اور پڑھی اور لکھی جاتی ہے۔ یہاں کے زیادہ تر مسلمان کی مادری زبان اردو ہے۔ یہاں پر اردو بولنے والوں کی تعداد کل آبادی کا 3% ہے۔ ان کا رہن سہن اسلامی ثقافت کا نمونہ ہے۔ اڈیشا میں اردو شاعروں اور قلم کاروں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ یہاں اردو اکاڈیمی اور اردو بھون بھی دارالسلطنت بھوبنیشور میں قائم ہے۔ ان اداروں کے علاوہ بھوبنیشور میں ساہتیہ اکاڈیمی، سنگیت ناٹک اکادیمی اور للت کلا اکاڈیمی بھی ہیں۔

اڈیشا کے بعض اضلاع میں پرانے قبائل (آدی واسیوں)، پسماندہ لوگوں کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ ان کی بولی اور طرز زندگی دوسروں سے الگ ہے۔ مختلف قبیلے الگ الگ بولیاں بولتے ہیں۔ جو قبایلی شہروں سے قریب آباد ہیں وہ تو کچھ مہذب نظر آتے ہیں ورنہ اب بھی دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں کچھ ایسے قبیلے آباد ہیں جو نیم برہنہ رہتے ہیں، جنگل کے پھل کھاتے، تیر و کمان سے جنگلی جانوروں کا شکار کرتے ہیں

اور زندگی گزارتے ہیں۔ قبائلی لوگ عام طور پر سیاہ فام مگر نرم دل ہوتے ہیں۔ ان کے رسم و رواج، عقیدے، لوک کہانیاں، شادی بیاہ کے طور طریقے، رقص و موسیقی قدیم ثقافت کے باعث اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔

اڈیشا کی آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ کچھ سالوں سے یہاں لُو بھی چلنے لگی ہے۔ برسات کی کثرت سے سیلاب کا خطرہ رہتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ اڈیشا ایک سیلاب زدہ علاقہ ہے تو غلط نہ ہوگا۔ یہاں سردی کم ہوتی ہے۔ اڈیشا میں ہر طرح کی فصلیں اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔ اناج میں دھان، کی پیداوار قابلِ ذکر ہے۔ اس کے علاوہ کا جو اور ناریل وغیرہ کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ مگر یہاں چاول زیادہ کھایا جاتا ہے۔

بچو! تم نے اڈیشا کے بارے میں جانکاری حاصل کی تو آؤ سب مل کر عہد کریں کے اپنے صوبہ اڈیشا کو اور بھی مضبوط، خوشحال خود مختار صوبہ بنائیں گے۔ ترقی اور کامرانی کے میدان میں لے جائیں۔

لفظ و معنی

لفظ		معنی
آغوش	:	گود۔پہلو
ساحل	:	سمندر کا کنارہ
ریاست	:	صوبہ
رقبہ	:	گھری ہوئی زمین کی مقدار (کل لمبائی اور چوڑائی کے اعتبار سے)
مربع	:	زاویہ، جسکا طول و عرض برابر ہو (چوکور، Square)
قدیم	:	پرانا (Ancient)
حمایت	:	طرفداری
شکست	:	ہار
سیّاح	:	سیر کرنے والا (Traveller)
فطرت	:	قدرت (Nature)
رقص	:	ناچ (Dance)
چھنگھاڑ	:	ڈراؤنی آواز نکالنا۔گرجنا
آثار	:	نشانیاں (اثر کی جمع)
تبلیغ	:	پہنچانا۔دعوت دینا
تمدن	:	تہذیب۔رہن سہن
ثقافت	:	معاشرہ کا رہن سہن (Culture) رواج
قبیلے	:	قبیلہ کی جمع۔جہاں ایک خاندان یا گروہ مل کر رہتے ہوں
قبائل	:	آدی واسی (Tribal)
سیاہ فام	:	نگرو۔جس کا رنگ کالا ہو۔کالی چمڑی والا
عقیدہ	:	پختہ۔نفیس۔نظریہ
مناظر	:	نظارے (منظر کی جمع)

غور کیجیے:

☆ صوبہ اڈیشا کُرو کھیتر کی جنگ سے پہلے کلنگا کے نام سے موسوم تھا۔ اور یہ ایک خود مختار ملک تھا۔

☆ راجہ اشوک نے کلنگا پر حملہ کیا۔ اس میں بہت سے فوجی مارے گئے۔ جس سے اشوک کو بہت رنج ہوا۔ اس نے بُدھ مذہب اختیار کرلیا اور اس کی خوب تبلیغ کی جس سے بُدھ مذہب عالمی مذہب بن گیا۔ اور اڈیشا میں بُدھ مذہب کے تمدن، ثقافت کے آثار قدیمہ اب بھی موجود ہیں۔

☆ اڈیشا قدرت کی نعمتوں سے بھرپور ہے۔ یہاں ندیاں، نہریں اور قدرتی مناظر موجود ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے۔ برسات کی کثرت سے سیلاب کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ یہاں سردی کم اور گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اڈیشا میں ہر طرح کی فصلیں اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔ اناج میں دھان، پھلوں میں کاجو اور ناریل کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ مگر یہاں چاول زیادہ کھایا جاتا ہے۔

☆ اڈیشا کے 30 اضلاع ہیں۔ ان میں کٹک شہر اڈیشا کی پرانی دارالسلطنت ہے۔ یہ ہزار سال قدیم تاریخی، ثقافتی شہر ہے اور اسے چاندی کا شہر (Silver City) کہا جاتا ہے۔ یہاں کی شاہی مسجد اور قدم رسول مسلم حکمرانی کی یادگار ہے۔ بھوبنیشور جو اڈیشا کی راجدھانی ہے اسے مندروں کا شہر (Temple City) کہا جاتا ہے۔ یہاں لِنگراج مندر ہے۔ ملک بھر کے کونے کونے سے عقیدت مند یہاں آکر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھوبنیشور میں سائنس پارک (Science Park) بوٹانیکل گارڈن (Botanical Garden) اور نیکو پارک (Nico Park) واقع ہے۔ ان مقامات کی خوبصورتی اور دلکشی سیاحوں کا دل لبھاتی ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے چار دھاموں میں سے جگناتھ دھام پوری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

☆ سندرگڑھ ضلع کے راورکیلا میں ایک اسٹیل پلانٹ (Steel Plant) ہے اس لیے اس شہر کو پوری دنیا اسٹیل سٹی (Steel City) کے نام سے جانتی ہے۔

☆ اڈیشا کے کچھ اضلاع میں پرانے قبائیلوں آدی واسی (Tribal) کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ ان کی طرزِ زندگی عام لوگوں کے طرز زندگی سے مختلف ہے۔ قبائلی پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں جو نیم سرہنہ رہتے ہیں۔ جنگل کے پھل اور جنگلی جانوروں کا شکار کرکے زندگی گزارتے ہیں۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) اڈیشا ہندوستان کے کس سمت میں واقع ہے؟

(ii) اڈیشا کا رقبہ کتنے کیلومیٹر پر مشتمل ہے؟

(iii) اڈیشا کے کتنے اضلاع ہیں؟

(iv) پرانے زمانے میں اڈیشا کے باشندوں کو کیا کہا جاتا تھا؟

(v) بھوبنیشور میں آثارِ قدیمہ کے کون کون سے نشانات موجود ہیں؟

(vi) شہر کٹک کیوں مشہور ہے؟

(vii) اڈیشا کی مادری زبان کیا ہے؟

(viii) اڈیشا کے آدی واسی (قبائیلی) لوگ کس طرح زندگی گزارتے ہیں؟

سیاق وسباق کے ساتھ تحریر کیجیے:

(i) اس واقعہ سے اشوک کو بے حد رنج وافسوس ہوا تو اس نے بُدھ مت اختیار کرلیا۔

(ii) ہمارا اڈیشا روزِ اول سے ہی قدرتی نعمتوں سے بھرپور ہے۔

درج ذیل لفظوں کا املا درست والے الفاظ کو پھر سے لکھیے:

(i) ثقافت/سکافت : ....

(ii) کدیم/قدیم : ....

(iii) عقیدے/آکیدے : ....

(iv) آشار/آثار : ....

(v) تبلیغ/طبلیگ : ....

کالم ''الف'' کے الفاظ کو کالم ''ب'' کے متضاد الفاظ سے ملا کر لکھیے۔

''ب''	''الف''
شکست	مغرب
جدید	امن
مشرق	قدیم
جنگ	فتح
آسمان	غلط
صحیح	زمین

ذُو معنی: ایسے الفاظ جو لکھنے اور پڑھنے میں بالکل ایک جیسے ہوں لیکن اُن الفاظ کے معانی ایک سے زیادہ ہوں ذُو معنی الفاظ کہلاتے ہیں۔ اشعار میں ایسے الفاظ کا استعمال ''صنعتِ تجنیس'' کہلاتا ہے۔ ''کان'' سننے کا عضو بھی ہے اور معدنیات نکالنے کی جگہ بھی۔ اسی طرح ''من''، جی، دل یا قلب کو بھی کہتے ہیں۔ اور یہ وزن کی اکائی بھی ہے جس کا مطلب چالیس سیر ہے۔

درج ذیل ذو معنی الفاظ کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) دام ....: ....
..............: ....

(ii) خط ....: ....
..............: ....

(iii) سونا ....: ....
..............: ....

(iv) بند ....: ....
..............: ....

(v) سنگ ....: ....
..............: ....

درج ذیل الفاظ کے واحد لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

(i) مراحل: ....

(ii) سوالات: ....

(iii) اوقات: ....

(iv) ممالک: ....

(v) اقسام: ....

درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

	لفظ	متضاد		لفظ	متضاد
(i)	زمین	....	(ii)	غریب	....
(iii)	ایمان	....	(iv)	صبح	....
(v)	عزت	....	(vi)	بھلائی	....

اس سبق میں ایک مرکب لفظ ''جدوجہد'' استعمال ہوا ہے۔ آپ اسی طرح چند مزید الفاظ لکھیے۔

(i) .... (ii) ....

(iii) .... (iv) ....

(v) .... (vi) ....

(vii) .... (viii) ....

(ix) .... (x) ....

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے:

’’وہ خوش حال رہنے کا گُر جانتے ہیں۔‘‘ اس جملے میں ’’خوش‘‘ ’’سابقہ‘‘ ہے۔ درج ذیل لفظ کو جوڑ کر نئے الفاظ بنائیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

خوش

درج ذیل الفاظ میں کے تذکیر و تانیث کی نشاندہی کیجیے:

(i) قسمت
(ii) تعلق
(iii) زحمت
(iv) مذہب
(v) ساحل
(vi) اہمیت
(vii) وطن

درج ذیل جملوں کو منفی (Negative) جملوں میں تبدیل کیجیے:

(i) یہاں سے بچ کر جانا اب دشوار ہے۔ ....
(ii) زید اپنے والد کی ہر بات ماننے کو تیار ہے۔..
(iii) آج کل موبائل نیٹ ورک کی سہولیات ہر جگہ دستیاب ہیں۔
....
(iv) ڈاکیہ نے دروازہ کے سامنے خط ڈال دیا۔..

تخلیقی اظہار:

☆ کیا آپ نے کٹک کا قلعہ میدان دیکھا ہے۔ اگر دیکھا ہے یا سنا ہے تو اس بارے میں اپنے اساتذہ اور ساتھیوں سے معلومات حاصل کیجیے۔ اسکول کے ساتھیوں کے ساتھ اڈیشا کے سمندر کنارے پکنک میں ضرور گیے ہوں گے، سمندر کے کنارے آثار قدیمہ کی کون سی نشانی آپ نے بغور دیکھی اس کے موجودہ حالات کا گروپ میں مذاکرہ کیجیے۔

☆ کسی تعطیل کے موقعہ پر اپنے اھل خانہ کے ساتھ نندن کانن سیر کرنے ضرور جائیے وہاں سے واپس آ کر اپنے ہم سبق ساتھیوں میں نئے انکشافات کا تذکرہ کیجیے اور وہ جانور یا پرندہ جس کو آپ نے پہلی بار دیکھا اس کی ایک فہرست تیار کیجیے۔

عملی کام:

☆ سلورسٹی سے متعلق مواد جمع کیجیے اور ایک خوبصورت مضمون لکھ کر اپنی کاپی میں محفوظ کیجیے جس میں الفاظ کا ذخیرہ ہو اور اپنے استاذ کو دکھائیے تا کہ خامیوں کی اصلاح ہو جایے۔

☆ ''آثار قدیمہ اور اڈیشا'' پر ایک مضمون تحریر کیجیے۔ مضمون کے الفاظ 50 / سے کم نہ ہوں اور اس کے علاوہ اڈیشا کی کون سی خصوصیت کی بناء پر کون سے ضلع مشہور ہیں ان کی ایک فہرست تیار کر کے اپنے اساتذہ کو دکھائیے۔

☆☆☆

خلق کی خدمت

خدمت کا مطلب ہے دوسروں کی ضروریات میں کام آنا اوران کو فائدہ پہنچانا۔کہا جاتا ہے کہ ’’خدمت سے خدا ملتا ہے اورعبادت سے جنت‘‘، جس کو خدا مل گیا اس کو دنیا اور آخرت کی ہر نعمت مل گئی۔ دنیا میں ان گنت انسان پیدا ہوئے اور مرے بھی۔مگر ان میں سے صرف لوگوں کی خدمت کرنے والوں کا نام ہی ہمیشہ یاد رکھا جایے گا۔

نیک نیتی سے بلا معاوضہ اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے کو خدمتِ خلق کہتے ہیں۔ بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، مریض کی تمارداری کرنا اور ننگے کو کپڑے پہنانا، ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا ہی خدمت خلق ہے۔رنجیدہ اور غم زدہ انسانوں کے رنج وغم کو دور کرنا بھی خدمتِ خلق کہلاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی گاؤں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس کا نام فرحان تھا۔وہ کھیتی باڑی کا کام کیا کرتا تھا۔، تاہم وہ غریب تھا۔ وہ اور اس کی بیوی مشکل سے اپنا گزارہ کیا کرتے تھے۔بعض اوقات ایک ایک دو دو دن بھوکے بھی رہتے تھے۔ باوجود غریب ہونے کے ان میں یہ خوبی تھی کہ وہ کبھی کسی بے سہارا انسان کی دل شکنی نہیں کرتے تھے۔ دکھ درد میں مبتلا ہر آدمی کی مدد وخدمت کرتے تھے۔ بھوکے پیاسے کسی ضرورت مند کو اپنے دروازے سے بغیر کچھ دیے واپس نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنا پیٹ بھر کر اتنا خوش نہیں ہوتے تھے جتنا کہ محتاج کو کھلا کر۔ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ کھانے کے واسطے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔فرحان صبح سویرے ہل چلانے کے لیے چلا گیا۔اس کی بیوی حیران تھی کہ آج کیا پکا کر فرحان کے لیے لے جاؤں گی۔آخر وہ ایک پڑوسن کے پاس گئی اور اس سے تھوڑا سا آٹا ادھار مانگا مگر پڑوسن نے انکار کر دیا۔

پھر وہ دوسری پڑوسن کے پاس گئی تو اس نے آٹا ادھار دے دیا۔فرحان کی بیوی نے اس کی دو روٹیاں پکائیں اور دل ہی دل میں کہا کہ دونوں روٹیاں فرحان کے لیے لے جاؤں گی ۔خود بھوکی ہی گزارہ کرلوں گی ۔ وہ جانے کے لیے تیار ہی تھی کہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا کہا: ''میں کئی روز سے بھوکا ہوں مجھے بھوک لگ رہی ہے۔خدا کے واسطے مجھے ایک روٹی دے دو''۔

تو فرحان کی بیوی نے ان دو روٹیوں میں سے ایک فقیر کو دے دی اور ایک اپنے شوہر کے پاس لے گئی ۔فرحان ہاتھ منھ دھو کر روٹی کھانے والا تھا کہ اتنے میں ایک مسافر آ گیا اور کہنے لگا ''میں راستہ بھول گیا ہوں اور رات سے بھوکا ہوں اگر آپ مجھے کھانے کو دیں تو میں آپ کا یہ احسان عمر بھر فراموش نہ کروں گا''۔فرحان نے فوراً وہ روٹی مسافر کو دے دی اور خود اسی طرح ہل چلانے میں مشغول ہو گیا۔

خدا کی قدرت اچانک ایک جگہ ہل زمین میں پھنس گیا۔فرحان نے بیلوں کو پیچھے ہٹا کر دیکھا تو لوہے کا ٹکڑا سا نظر آیا۔اس نے پاؤں کی ٹھوکر سے اس ٹکڑے کو ایک طرف پھینکنا چاہا مگر وہ بہت بھاری معلوم ہوا۔اب تو اس نے اطمینان سے بیٹھ کر اس سے مٹی ہٹائی ۔مٹی ہٹانے سے پتہ چلا کہ یہ ایک دیگ ہے جو کچھ زر و جواہر سے پُر ہے۔اب تو میاں بیوی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی ۔انھوں نے تمام روپیہ وغیرہ وہاں سے نکال لیا۔اگلے دن دولت کا نصف حصہ فقیروں اور غریبوں میں بانٹ دیا اور نصف حصہ خود رکھا۔

اس طرح وہ ایک امیر کبیر اور دولت مند آدمی بن گیا۔لیکن اس کی پہلی حالت میں کوئی تغیر نہ ہوا۔جب کوئی ضرورت منداس کے پاس آتا تو فوراً اُس کی مدد کو وہ تیار ہو جاتا ۔بے شک جو شخص دوسروں کی مدد کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

ایک انسان دوسرے انسان کا بھائی ہے، پر اچھا انسان نہ کسی دوسرے پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو کسی ظالم کے حوالے کرتا ہے۔ جو اپنے بھائی کے کام میں لگا رہتا ہے خدائے تعالیٰ اس کا کام پورا کر دیتا ہے ۔ جو کسی انسان کی بے چینی اور پریشانی کو دور کر دے گا، خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینی اور پریشانی کو دور کر دے گا۔ جو کوئی انسان کسی انسان کی عیب پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد میں اس وقت تک لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد و خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ یقیناً خدا نے لوگوں کو انسانی ضروریات کے پورا کرنے کے لیے پیدا کیا ہے کہ صرف ضرورت کے وقت عام لوگ اپنی ضرورت پیش کریں اور وہ ان کو پورا کیا کریں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف رہیں گے اور امن و سلامتی کی زندگی بسر کریں گے۔

خدا کے بندوں کی خدمت کا صلہ دنیا میں تو اللہ دیتا ہی ہے مگر آخرت کے نفسی نفسی کے عالم میں بھی ضرور اس کا صلہ ملے گا۔ مثل مشہور ہے ''کر بھلا ہو گا بھلا''۔

پیارے بچو! انسان کے لیے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اسے دوسروں کی خدمت کی توفیق ہو۔ ہر شخص کی دعا یہی ہونی چاہیے کہ اسے اللہ تعالیٰ ایسی طاقت عطا فرمائے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی خدمت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ بھی انہیں لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اور دنیا میں بھی انہیں لوگوں کو عزت ملتی ہے جو دوسروں کی خدمت کرتے ہیں۔ جس قدر ایک انسان دوسرے کی خدمت میں تکلیف اٹھاتا ہے، اسی قدر اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ لیکن جب تم دوسروں کی خدمت پر آمادہ ہو تو

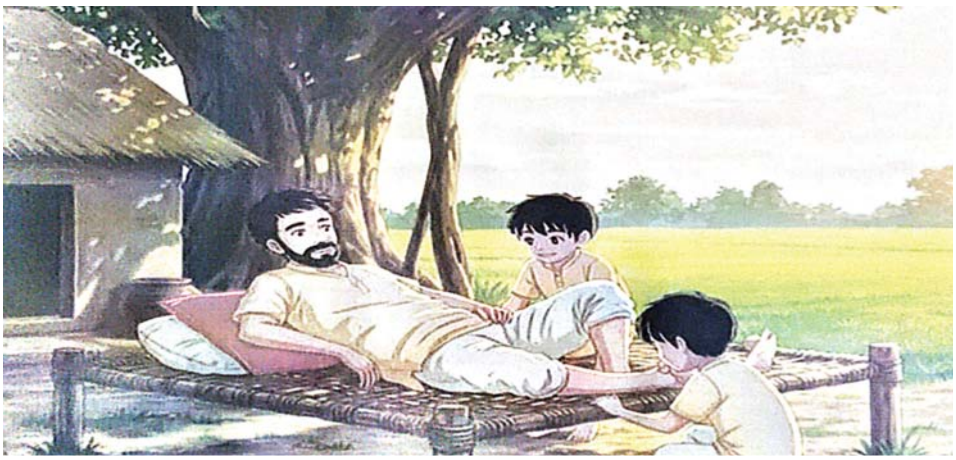

فرق مراتب کا لحاظ رکھا کرو یعنی یہ دیکھو کہ سب سے پہلے تمہاری خدمت کا مستحق کون لوگ ہیں۔ سب سے بڑھ کر تمہاری خدمت کے مستحق تمہارے ماں باپ ہیں۔ ماں نے اپنی راتوں کی نینداور دن کا آرام وسکون تمہاری کمزور جان کے لیے قربان کیا۔ باپ نے اپنے پسینے کی کمائی تم پر خرچ کی۔ اپنا آرام چھوڑ کر تم کو آرام پہنچایا۔ جس طرح بچپن سے جوانی تک انہوں نے تمہاری کمزور جان کی حفاظت کی، پرورش اور خدمت کی، لازماً تمہارا بھی فرض بنتا ہے کہ جب تم خدمت کے قابل بن جاؤ تو دل و جان سے ان کی خدمت کرو۔ جو لوگ والدین کی خدمت نہیں کرتے وہ بدقسمت اور بدنصیب ہیں، دنیا میں والدین کی خدمت نہ کرنے والوں کو کبھی عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو بہت ہی برا جانتا ہے اور سزا دیتا ہے، چاہے ان کے اعمال کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں۔

والدین کے بعد بہن، بھائی، استاد اور دوسرے رشتہ داروں کی خدمت فرض ہے۔ اس کے بعد ضرورت مندوں، محتاجوں کی خدمت، ہمسایوں کا حق دوسرے لوگوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔

الغرض خدا کو راضی کرنے کے لیے خدا کی مخلوق کی خدمت میں انسان لگا رہے۔ اس لیے مثل مشہور ہے ''نیکی کر دریا میں ڈال'' اس کی فکر نہ کر کہ اس کے بدلے میں تجھے کچھ ملے گا یا نہیں''۔

تم بھی اپنی زندگی کا اصول بنانا کہ جیو تو دوسروں کے لیے جیو اپنے لیے کیا جینا؟ پاس پڑوس، آشنا، نا آشنا ہر دکھیارے کے کام آنا۔

لفظ و معنی:

لفظ		معنی
نیک نیتی	:	دیانت داری ۔ اچھا خیال ۔ ایمان داری
معاوضہ	:	بدلہ
خدمت خلق	:	مخلوق کی خدمت
فراموش	:	بھولنا ۔ لاپرواہی
جواہر	:	(جوہر کی جمع) قیمتی پتھر
نصف	:	آدھا
تغیّر	:	تبدیلی ۔ بدلنا چھدلنا ۔ بدلاؤ
عیب پوشی	:	عیب چھپانا ۔ برائی چھپانا، کسی کی غلطی اور خامیوں کو مخفی رکھنا
فرقِ مراتب	:	مختلف درجات ۔ مرتبوں میں فرق ۔ رتبوں کا امتیاز
مصروف	:	کام میں لگا ہوا ۔ مشغول
صلہ	:	انعام ۔ بخشش ۔ بدلہ ۔ جزا
دل شکنی	:	دل توڑنا ۔ مایوس کرنا ۔ رنجیدہ کرنا

غور کیجیے:

☆ خدمت خلق (Social Work) سے مراد مخلوق کی خدمت کرنا ان کے دکھ درد میں شریک ہونا ان کی فلاح اور بہبود کے لیے کام کرنا ہے اور ذاتی مفاد کے بغیر خالص جذبے کے ساتھ مدد کرنا۔ خدمت خلق ایک اہم اخلاقی اصول ہے جو مختلف مذاہب کی ثقافتوں میں قدر کیا جاتا ہے۔

☆ خدمت خلق سے مراد صرف مالی امداد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع ہے۔ خدمت خلق کا تقاضہ یہ بھی ہے کوئی شخص بیمار ہو تو اس کی عیادت کی جائے فوت ہو جائے تو اس کی تعزیت کی جائے اور اس کے وارثین کا خیال کیا جائے۔

☆ مشہور محاورہ ہے کہ ''خدمت سے خدا ملتا ہے ، اور عبادت سے جنت'' بلاشبہ اللہ کو وہ بندے بہت پسند ہیں جو اپنی زندگی دوسروں کے لیے جیتے ہیں۔

☆ بچو آپ بھی خدمتِ خلق کو اپنی زندگی میں لانے کا عہد کرو اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ آپ کو روحانی سکون میسر ہوگی۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) ''خدمت سے خدا ملتا ہے اور عبادت سے جنت''۔ اس سے کیا مراد ہے؟

(ii) خدمت خلق کسے کہتے ہیں؟

(iii) ''فرحان میں کیا کیا خوبیاں تھیں؟

(iv) ایک فقیر فرحان کی بیوی سے آ کر کیا سوال کیا؟

(v) خدمت گزار آدمی کو عزت کی نظر سے کیوں دیکھا جاتا ہے؟

(vi) فرحان اور اس کی بیوی نے کون سی خدمت انجام دی؟ اس کے بدلے انہیں کیا ملا؟

(vii) فرحان ایک امیر اور دولت مند آدمی کیسے بنا؟

(viii) مضمون نگار نے اچھا انسان کسے کہا ہے؟

(ix) کون سے کام ایسے ہیں جن کا شمار خدمت خلق میں کیا جاتا ہے؟

(x) کن لوگوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا؟

(xi) سب سے بڑھ کر ہماری خدمت کے مستحق کون ہیں؟

(xii) مصنف نے بدقسمت اور بدنصیب انسان کسے کہا؟

مثبت اور منفی:

☆ مثبت ایسا جملہ ہے جو کسی فعل یا کام کے ہونے کی تصدیق اور بیان کرتا ہے جب کہ منفی جملہ اس کے برعکس (الٹا) ہوتا ہے اور بات کی نفی کرتا ہے۔

☆ ان جملوں کو غور سے پڑھیے:

(i) دوسروں کی ضروریات میں کام آنا۔

(ii) جو دوسروں کے ضروریات میں کام نہیں آتے۔

پہلے جملے سے مثبت خیال ظاہر ہو رہا ہے ایسے جملے کو "مثبت" جملے کہتے ہیں دوسرے جملے میں لفظ "نہیں" آیا ہے جس کی وجہ سے یہ جملہ "منفی" جملہ کہلاتا ہے۔ لیکن انھیں پڑھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے اور دوسرے جملے میں بات ایک ہی کہی گئی ہے۔

درج ذیل جملوں کو منفی جملوں میں تبدیل کیجیے۔

(i) وہ کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا۔

(ii) وہ ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔

(iii) میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔

(iv) میں نے اپنا کام کیا ہے۔

(v) فقیر میرے پاس آیا تھا۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے:

آپ جانتے ہیں جب الگ ہی لفظ کو دوبارہ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے معنی میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ ایسے الفاظ کو "تکرار لفظی" کہتے ہیں۔

ذیل میں دیے گیے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

مثال "نفسی نفسی": آخرت میں ہر شخص نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا۔

(i) باغ باغ: ....

(ii) اچھے اچھے: ....

(iii) جلدی جلدی: ....

(iv) صبح صبح: ....

(v) نرم نرم: ....

تخلیقی اظہار:

☆ اپنے روزانہ کے کاموں کی تفصیل ایک ڈائری میں تاریخ کے ساتھ لکھیے۔

☆ آپ اپنے اسکول میں گاندھی جینتی کے انعقاد کی ایک رپورٹ تیار کیجیے۔ اور اسے کلاس روم میں اپنے ساتھیوں کو سنائیے۔

☆ اپنے علاقے کے کسی ایسے شخص سے ملاقات کیجیے جنھوں نے اپنی زندگی خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیا ہے۔ ان کی حالات زندگی اور خدمتِ خلق کے متعلق سوالات تیار کر کے ان سے گفتگو کیجیے۔

عملی کام:

☆ خدمت خلق کو اپنی زندگی میں لائیے اور اپنے دوستوں کو اس طرف راغب کیجیے۔

☆ خدمت خلق کیا ہے اور خدمت خلق کا اجر کیا ہے اپنے دوستوں کے ساتھ مذاکرہ کیجیے۔

☆ دنیا میں ان گنت انسان پیدا ہوئے اور دنیا سے چلے گئے لیکن ان کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جو اپنی زندگی میں خدمت خلق کو اپنا شعار بنا لیے۔ اس پر ایک چھوٹا سا مضمون تحریر کیجیے۔

☆ خدمت خلق کیا ہے کم سے کم پانچ جملوں میں اپنی نوٹ بک پر لکھ کر اپنے اساتذہ کو دیکھایے۔

☆☆☆

سلطان ٹیپو

ہو مبارک تجھ کو شہزادہ والاتبار
ہاتھ تیرے آگئی ہے پھر یہ تیغ آبدار

سارے ہندوستان میں تھی دھاگ اس تلوار کی
تھی جو یہ زیب تن ابن شہہ حیدر علی

کون وہ سلطان ٹیپو؟ یعنی بھارت کا ویر
جس نے آزادی کی خاطر کھائے سینے پہ تیر

دشمنوں کے خون کی جس نے بہائیں ندّیاں
کارنامے جس کے اب بھی ہیں زمانے پر عیاں

ڈھونڈتی تھی جس کو تیری آنکھ اس کو پا گئی
یعنی لنکا سے اجودھیا پھر یہ سیتا آگئی

ہاتھ آئے گی دوبارہ کس کو تھی اس کی امید
تجھ کو دیتی ہے دعائیں روحِ سلطان شہید

دولت میسور میں اک اور اضافہ ہو گیا
ہاتھ آنا اس کا سونے پر سہاگہ ہو گیا

اس کو پا کر کس قدر خوش ہو گا اے یُراج تو
سارے عالم کے لیے ہے قابل رشک آج تو

ہند کی کھوئی ہوئی توقیر پھر ہاتھ آگئی
ملک کی کھوئی ہوئی جاگیر پھر ہاتھ آگئی

اپنے سینے سے لگا کر تو اس تلوار کو
بعد اک مدت کے گویا حق ملا حق دار کو

نیک یہ آثار ہیں یہ ہے سعادت کا شگون
یہ ہے بزم آرائیِ انوارِ قسمت کا شگون

ہاں بدلنے کو ہے اب رنگ گلستاں غم مخور
یوسف گم گشتہ باز آمد بہ کنعان غم مخور

لفظ و معنی:

لفظ		معنی
والا تبار	:	بلند مرتبہ خاندان
تیغ آبدار	:	چمکتی ہوئی تلوار
ابن شہہ حیدر علی	:	حیدر علی بادشاہ کے بیٹے یعنی ٹیپو سلطان
یبراج	:	راج کمار۔
عیاں	:	ظاہر، کھلا ہوا۔ نمودار
شلطان شہید	:	مراد ہے ٹیپو سلطان جو انگریز کے ہاتھوں شہید ہوئے
اضافہ	:	بڑھوتری۔ زیادتی
آثار	:	اثر کی جمع۔ نشانیاں
توقیر	:	وقعت۔ عزت
غم مخور	:	غم مت کھا۔ غم مت کر
دھاگ	:	دبدبہ، شہرت۔ دھوم
زیب تن	:	کسی چیز کو جسم پر آراستہ کرنا۔ پہننا۔ سجانا
سونے پر سہاگہ	:	رونق پر رونق، خوبی پر خوبی، بہتری پہ بہتری
قابل رشک	:	بہتر و برتر
سعادت	:	خوش نصیبی۔ نیک بختی۔ اقبال مندی
جاگیر	:	وہ زمین جو بادشاہ یا حکومت کی طرف سے انعام کے طور پر دی جایے
رشک	:	یہ آرزو کرنا کہ جو چیز دوسرے کو حاصل ہے تجھے بھی مل جائے
شگون	:	فال۔ مبارک گھڑی دیکھنا۔ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کا وقت دیکھنا۔ نیک انجام
بزم آرائی	:	محفل سجانا۔ بیٹھکیں کرنا
گم گشتہ	:	کھویا ہوا۔ بھاگا ہوا۔ بھولا ہوا

غور کیجیے:

☆ وطن کی خاطر بہت سے جیالوں اور متوالوں نے بلاتفریق مذہب وملت اپنی جانوں کا قیمتی نذرانہ پیش کیا ہے۔ جن کی فہرست طویل ہے۔ انہیں میں سے ایک نام فتح علی ابن حیدر جنہیں دنیا شیر میسور ٹیپو سلطان کے نام سے جانتی ہے۔ جن کی تلوار کی دھاک اور دبدبہ پوری دنیا میں بیٹھی ہوئی تھی۔ شاعروں نے جن کی تلوار پر نظمیں کہیں تو ادیبوں اور مورخوں نے جن کی بہادری کے کارنامے لکھے جن کی تلوار ملک کی عزت و جاگیر تھی جن کے ملنے پر پورا ملک ایسے خوشیاں منایا جیسے گم شدہ یوسف مل گیا یا ہو یا پھر اجودھیا میں سیتا کی واپسی پر خوشیاں منائی گئیں تھیں۔

☆ جب ہمیں اپنے وطن پر قربان ہونے والوں کی یاد آتی ہے تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل دھڑکنے لگتا ہے۔ آنکھیں غمناک ہو جاتی ہیں اور کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے ان مجاہد آزادی کا ایک نام ٹیپو سلطان بھی ہے۔ جن کی تلوار کو دولت میشور کہا گیا۔ تلوار کو ملک کی عزت سے تشبیہ دی گئی۔ ایسے جیالوں کو دنیا دوسو سال سے یاد کر رہی ہے اور یاد کرتی رہے گی۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) سارے ہندوستان میں کس تلوار کی دھاک تھی؟

(ii) یعنی لنکا سے اجودھیا پھر یہ سیتا آ گئی۔ یہاں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(iii) شاعر ملک کی کھوئی ہوئی جاگیر کسے کہتا ہے؟

(iv) ''اپنے سینے سے لگا کر اس تلوار کو'' یہاں شاعر کس سے مخاطب ہے؟

(v) شاعر کس کو ''سعادت کا شگون'' قرار دیا ہے؟

(vi) شاعر نے بھارت کا ویر کس کو کہا ہے؟

(vii) سلطان ٹیپو کس کی خاطر اپنے سینے پر تیر کھائے؟

(viii) ''یوسف گم گشتہ باز آمد'' یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے:

سارے ہندوستان میں تھی دھاگ اس تلوار کی
تھی جو یہ زیب تن ابن شہہ حیدر علی

ہاں بدلنے کو ہے اب رنگِ گلستاں غم مخور
یوسف گم گشتہ باز آمد بہ کنعاں غم مخور

ردیف اور قافیہ کی تعریف کرتے ہوئے نظم کے کن کن مصرعوں میں شاعر نے ردیف اور قافیہ کا

استعمال کیا ہے بتائیے۔

ان اشعار میں ردیف اور قافیہ کی نشاندہی کیجیے:

ہند کی کھوئی ہوئی توقیر پھر ہاتھ آ گئی
ملک کی کھوئی ہوئی جاگیر پھر ہاتھ آ گئی

ڈھونڈتی تھی جس کو تیری آنکھ اس کو پا گئی
یعنی لنکا سے اجودھیا پھر یہ سیتا آ گئی

نیک یہ آثار ہیں یہ ہے سعادت کا شگون
یہ ہے بزم آرائیِ انوار قسمت کا شگون

			ردیف
			قافیہ

دیے گئے لفظوں میں سے صحیح لفظ چن کر مصرعے مکمل کیجیے:

(i) یعنی لنکا سے اجودھیا پھر یہ.................آ گئی (سیتا/ گیتا)

(ii) اپنے سینے سے لگا کر تو اس.................کو (تیغ/ تلوار)

(iii) تجھ کو دیتی ہے دعائیں روحِ.................شہید (ٹیپو/سلطان)

(iv) نیک یہ آثار ہیں یہ ہے.................کا شگون (قسمت/سعادت)

فعل: جس سے کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو، جیسے: گیا تھا۔ ہنستی ہے۔ آ یے گا۔

فاعل: کام کرنے والا۔ جیسے دوڑنے والا۔ پڑھنے والا۔

مفعول: جس پر فاعل کا اثر پڑے۔ جیسے احمد کتاب پڑھ رہا ہے۔

ان مثالوں میں فعل، فاعل اور مفعول کو ان کے خانوں میں لکھیے۔

جملہ	فعل	فاعل	مفعول
زاہد اسکول گیا تھا۔			
شکیلا کتاب پڑھ رہی ہے۔			
احمد فٹ بال کھیل رہا ہے۔			
شکیل آ یے گا۔			
استاذ سبق پڑھا رہے ہیں۔			

ذیل میں کچھ اشعار لکھے ہوئے ہیں جن میں تشبیہات پائی جاتی ہیں۔آپ ان کو غور سے پڑھیے

اور بتائیے کہ شعر میں کون سا لفظ مشبہ اور کون سا مشبہ بہہ ہے یعنی کسی چیز کو کسی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے۔

ڈھونڈتی تھی جس کو تیری آنکھ اس کو پا گئی
یعنی لنکا سے اجودھیا پھر یہ سیتا آ گئی

ہند کی کھوئی ہوئی توقیر پھر ہاتھ آ گئی
ملک کی کھوئی ہوئی جاگیر پھر آتھ آ گئی

مشبہ :.................................. مشبہ بہہ :..................................

مشبہ :.................................. مشبہ بہہ :..................................

تخلیقی اظہار

☆ سلطان ٹیپو کے تلوار اور ان کی بہادری کے متعلق شاعر جو باتیں اس نظم میں کہیں ہیں اس پر مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

☆ آپ اپنے ساتھیوں کی مدد سے ٹیپو سلطان پر ایک مضمون لکھیے ۔اور اپنے استاد کو دکھایئے۔
اس نظم کو زبانی یاد کیجیے۔

عملی کام

☆ سلطان ٹیپو کی ایک تصویر حاصل کر کے اس تصویر کے نیچے ٹیپو سلطان کا پورا نام اور سنِ شہادت اور مقام شہادت اپنے استاد سے معلوم کر کے لکھیئے اور اس تصویر کو فریم کر کے اپنے کلاس روم میں آویزاں کیجیے۔

☆ ٹیپو سلطان کی طرح اور پانچ نام ایسے مجاہدین آزادی کا لکھیے جنھوں نے اس وطن کے لیے اپنی جانیں قربان کیں ہیں۔

امن واماں

امن کے معنی سلامتی کے ہیں یعنی چین، سکون، شانتی، عدم تشدد کے معنی ہیں لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔ یہ لڑائی دوانسانوں کے درمیان بھی ہوسکتی ہے، دو جانوروں کے درمیان بھی یا دو جماعتوں کے درمیان بھی ہوسکتی ہے اور دوملکوں کے درمیان بھی۔

ہر شریف آدمی امن کو پسند کرتا ہے جبکہ شر پسند اور فتنہ پرور آدمی جنگ اور لڑائی کو پسند کرتا ہے۔ مگر اکثر لوگ امن کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم آج موضوعِ سخن امن کو بتاتے ہیں اور اپنے ملک ہندوستان کے اسی رویے کا ذکر کرتے ہیں۔

آزادی ملنے کے بعد ہندوستان عالمی امن کے لیے جدو جہد کرتا رہا۔ ہندوستان نے دوسرے بہت سے ملکوں کے برعکس روس یا امریکہ سے الحاق کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان جنگ سے زیادہ امن کی طاقت میں یقین رکھتا ہے۔

امن وشانتی پر ہندوستان کا یقین ہمیشہ سے رہا ہے۔ مہاتمابُدھ، اشوک اور مہاتما گاندھی نے دنیا کو امن اور دوستی کا جو پیغام دیا تھا وہ آج بھی ہندوستان میں گونج رہا ہے۔ قیامِ امن کی بابت پنڈت نہرو اور شاستری جی کی پر خلوص کوششوں کو ساری دنیا سراہتی ہے۔ یہ حضرات امن کے لیے زندہ رہے اور امن کے نام پر مر مٹے۔

ہندوستان نے امن و عدم تشدد کے اصولوں پر ہمیشہ چلنے کی کوشش کی ہے۔ ان اصولوں کو ہندوستان نے عالمی امن کے لیے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ہندوستان ہمیشہ ظلم وتشدد کے خلاف رہا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو۔ ہندوستان ہر ملک کی آزادی اور ترقی میں یقین رکھتا ہے۔

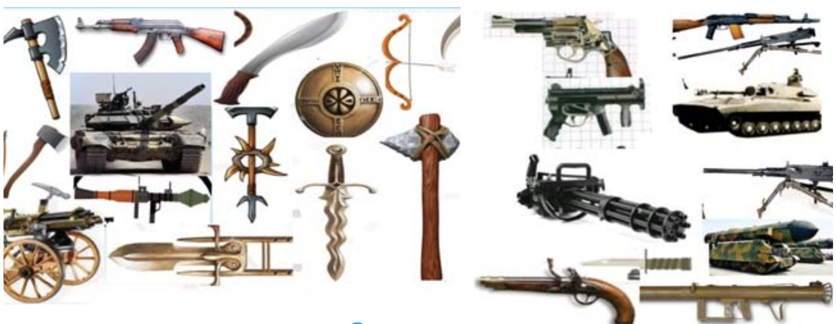

آج جبکہ دنیا کا ہر ملک اپنی حکومت طاقت اور اقتدار کے لیے کمزور ملکوں کو دبالینا چاہتا ہے، ہندوستان مل جل کر رہنے کے اصولوں کو اپنائے ہوئے ہے۔کوئی بھی ملک چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو آزاد رہنے کا حق حاصل ہے۔اگر دنیا کے سب ممالک اس اصول کو اپنالیں تو جنگ کے خطرات ہمیشہ کے لیے ختم ہوسکتے ہیں۔

ہمارا زمانہ سائنس اور ایٹمی ترقی کا زمانہ ہے۔ایٹم بم کی بے پناہ توانائی آج ہمارے اشاروں پر کسی غلام کی طرح کام کرتی ہے۔یہ توانائی ہم امن اور انسانیت کی ترقی کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور جنگ کے لیے بھی۔زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جاپان کے ہیروشمیا اور ناگاساکی میں ایٹمی توانائی کو جنگ میں استعمال کیا گیا تھا۔ایٹم بم کے صرف دھماکوں نے لاکھوں انسانوں کو پل بھر میں فنا کر دیا۔سیکڑوں میل تک پودے، انسان اور حیوان خاک کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئے۔لاکھوں انسان ہمیشہ کے لیے اپاہج ہو گیے۔ لیکن موجودہ ہائڈروجن بم (Hydrogen Bomb) ایٹم بم کے مقابلہ میں کئی گُنا زیادہ تباہ کن ہیں۔ دنیا کی کئی طاقتوں کے پاس ایسے بموں کے ذخیرے موجود ہیں۔اگر کسی جنگ میں چند بم بھی استعمال کیے گیے تو تمام دنیا تباہ و برباد ہوسکتی ہے۔

موجودہ سیاسی حالات میں کسی بھی وقت تیسری جنگِ عظیم چھڑ سکتی ہے۔اور ہماری ہزار برس کی پرانی تہذیب، ثقافت اور زندگی کے آثار کو مٹا سکتی ہے۔کسی عقلمند کا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لیے جنگ ختم کرنی ہوگی ورنہ جنگ انسان کو ختم کر دے گی۔اگر کچھ لوگ ایٹمی جنگ میں ہلاک ہونے سے بچ بھی گئے تو ان کی زندگی مُردوں سے بدتر ہوگی۔

جس قدر ایٹمی اسلحوں کی تیاریاں بڑھ رہی ہیں، اتنی ہی ایٹمی جنگ کا خطرہ قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ہر وقت جنگ کا خوف ہمارے سروں پر سوار ہے۔ پتہ نہیں کب دنیا کی قسمت کا فیصلہ ہو جایے۔ تیسری عالمی جنگ کا خطرہ جتنا آج ہے پہلے کبھی نہیں تھا۔ اس خطرہ کو جنگ کی تیاریوں سے نہیں بلکہ امن کی طاقت سے روکا جا سکتا ہے۔

دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے ابھی تک جو کوششیں ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر اسی وجہ سے ناکام ہوئیں کہ ایک ملک کو دوسرے پر اعتماد نہیں یا ان کے اندر نفرت کی جڑیں اتنی گہری اور پھیلی ہوئی ہیں کہ نفرت آسانی سے باہمی دوستی میں بدل نہیں سکتی۔

لفظ و معنی

لفظ		معنی
اقتدار	:	حکومت، اختیار، طاقت
ممالک	:	ملک کی جمع (بہت سے ملک)
توانائی	:	قوت۔ طاقت
ذخیرہ	:	خزانہ
تہذیب	:	شائستگی۔خوش اخلاقی (Culture)
تمدن	:	طرزِ معاشرت، مل جل کے رہنے کا طریقہ
ثقافت	:	کلچر۔تہذیب، عقلمند ہونا۔ نیک ہونا
اسلحہ	:	(سلاح کی جمع) ہتھیار۔جنگی آلات
اعتماد	:	بھروسہ
موضوعِ سخن	:	گفتگو کا مضمون
ظلم وتشدد	:	سختی کرنا۔جبر کرنا۔شدت برتنا
الحاق	:	ملنا۔شامل ہونا۔جُڑنا

غور کیجیے:

☆ ہندوستان ایک امن پسند و سلامتی کا ملک ہے۔ آزادی ملنے کے بعد سے ہمارا ملک عالمی سطح پر امن و شانتی کے لیے جدوجہد کرتا رہا ہے۔

☆ ہمارا ملک ہمیشہ ظلم وستم کے خلاف رہا ہے۔ کوئی بھی ملک چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اسے آزاد رہنے کا حق حاصل ہے۔

☆ مہاتما گوتم بُدھ، اشوک، اور مہاتما گاندھی نے دنیا کو امن وشانتی کا پیغام دیا تھا جو آج بھی ہندوستان میں گونج رہا ہے۔

☆ آج دنیا میں ایٹمی اسلحوں کی تیاری تیزی سے بڑھتی جارہی ہے جس سے جنگ کا خطرہ ہر وقت منڈلا رہا ہے اور موجودہ سیاسی حالات میں کسی وقت بھی تیسری جنگ عظیم چھڑ سکتی ہے۔ اس وقت وسط مشرق وُسطیٰ میں کئی ملکوں کا آپس میں تناؤ اور اسلحوں کے استعمال سے جس قدر جانی و مالی نقصانات ہو رہے ہیں اسے روکنے کی کوشش نہ کی گئی اور امن قائم کرنے کی طرف توجہ نہ دی گئی تو سارا عالم اس کی زد میں آجائے گا اور جنگِ عظیم قائم ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) کون سی چیز ہزاروں برس کی پرانی تہذیب وثقافت اور زندگی کے آثار کو مٹا سکتی ہے؟
(ii) ہندوستان نے اپنے کو روس یا امریکہ جیسی بڑی طاقتوں سے الحاق کیوں نہیں کیا؟
(iii) کن وجوہات کی بنا پر عالمی جنگی خطرہ لاحق ہے؟
(iv) ایک ملک کو دوسرے ملک سے دوستی کرنے میں کس بات کی رکاوٹ درپیش ہے؟

نیچے دیے گیے اقتباسات کی تشریح کیجیے۔

(i) ہماری ہزار برس کی پرانی تہذیب، ثقافت اور زندگی کے اثار کو مٹا سکتی ہے۔
(ii) ہندوستان ہر ملک کی آزادی اور ترقی میں یقین رکھتا ہے۔
(iii) کوئی بھی ملک چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو آزاد رہنے کا حق حاصل ہے۔
(iv) تیسری جنگ عظیم کے خطرہ کو جنگ کی تیاریوں سے نہیں بلکہ امن کی طاقتوں سے روکا جاسکتا ہے۔
(v) یہ توانائی ہم امن اور انسانیت کی ترقی کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور جنگ کے لیے بھی۔

درجِ ذیل لفظوں کے سلیس اردو میں جملے بنائیے:

(i) پیغام :..
(ii) انسانیت :..
(iii) اپاہج :..
(iv) ثقافت :..
(v) جنگِ عظیم :..

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(i) انسان کو ہمیشہ کے لیے..........ختم کرنی ہوگی ورنہ جنگ............کو ختم کردے گی۔
(ii) ہندوستان مل جل کر رہنے کے.........کو ہمیشہ سے اپنائے ہوئے ہیں۔
(iii) ہر شریف آدمی.....................کو پسند کرتا ہے۔
(iv) ہندوستان ہمیشہ ظلم و ....کے خلاف رہا ہے۔
(v) ہندوستان ہر ملک کی....................اور ترقی میں یقین رکھتا ہے۔

پڑھیے سمجھیے اور لکھیے۔

سبق میں عدم تشدد، جنگِ عظیم کے الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ جو مرکب الفاظ ہیں۔ ان میں اضافت کا استعمال کیا گیا ہے۔
اسی طرح پانچ مرکب الفاظ جس میں اضافت کا ستعمال کیا گیا ہو اسے لکھ کر جملہ بنائیے:

(i) .... : ....
(ii) .... : ....
(iii) .... : ....
(iv) .... : ....
(v) .... : ....

آپ پچھلی جماعت میں فعل، فاعل اور مفعول کے بارے میں بڑھ چکے ہیں۔ نیچے دیے گیے

جملوں کو غور کیجیے اور مثال کے مطابق ان میں فعل، فاعل اور مفعول کی نشان دہی کیجیے۔

مثال: بچے نے بلّی کو دودھ پلایا۔ پلانا بچہ بلی

(i) کسان نے کھیت میں ہل چلایا۔
(ii) طالب علم نے یومِ آزادی پر مضمون لکھا۔
(iii) نسیمہ کتاب پڑھ رہی ہے۔
(iv) موہن لال اسکول جا رہا ہے۔

کچھ اسم ایسے ہوتے ہیں جن میں ذرا سی تبدیلی کر کے اسم فاعل بنایا جاتا ہے۔ یعنی فعل کو نسبت سے کام کرنے والے کو ''اسم فاعل'' کہتے ہیں۔ جیسے کھیل سے کھلاڑی (یعنی کھیلنے والا) نیچے دیے گیے چند اسم سے اسم فاعل بنائیے اور ان کے معنی بھی لکھیے۔

(i) شُکر :.................... ....

(ii) تجارت :.................... ....

(iii) تصویر :.................... ....

(iv) انتظار :.................... ....

(v) کتابت :.................... ....

نیچے دیے گیے محاوروں کے معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) جنگل میں منگل :.................... ....

(ii) سبز باغ دکھانا :.................... ....

(iii) خون پسینہ ایک کرنا :.................... ....

(iv) زمین آسمان ایک کر دینا :.................... ....

ذیل کے لفظوں کی جمع اور جمع الجمع لکھیے:

(i) عجیب :.................... :....................

(ii) خبر :.................... :....................

(iii) حکم :.................... :....................

(iv) رکن :.................... :....................

(v) رقم :.................... :....................

(vi) جوہر :.................... :....................

تخلیقی اظہار:

☆ عالم میں امن وامان قائم کرنے کے لیے ہمیں کیا کیا کرنا چاہیے۔ اسکے متعلق اپنے خیال کا اظہار کیجیے۔

☆ اسلحہ کی دوڑ میں عالم کے کون کون سے ملک کس قدر پیش پیش ہیں گروپ میں مذاکرہ کر کے جمع کرنے کی کوشش کریں۔

☆ ہمارے زمانے میں کون کون سے ممالک سائنس اور ایٹمی ترقی کا مظاہرہ کر رہے ہیں موجودہ حالات پر نظر رکھتے ہوئے ایک لیکچر تیار کیجیے۔

عملی کام

☆ امن وشانتی کے لیے ہندوستان میں کن لوگوں نے اگوائی کی تھی سبق کے حوالے سے اپنی کاپی میں لکھ کر استاد کو دکھایئے۔

☆ جنگی اسلحہ کی تصویر جمع کر کے اپنی کاپی میں چپکایئے۔

☆ موجودہ جنگوں میں استعمال ہونے والے میزائل کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے ایک مضمون لکھیے۔

☆☆☆

حسنِ اخلاق

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی دنیا میں کفر وشرک کا زور بڑھا تو رب کائنات نے انسانوں کے رشد و ہدایت کے لیے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم النبیین ﷺ تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءکرام اس دنیا میں تشریف لائے۔حضرت عیسیٰؑ کے تقریباً پانچ سو برس بعد خدا نے رسول کونین ﷺ کو مبعوث فرمایا۔اس زمانہ میں عرب کے حالات انتہائی بدتر سے بدتر ہو چکے تھے۔انسان تھا مگر انسانیت غائب تھی۔آدمی تھا مگر آدمیت کا کوسوں دور تک پتہ نہ تھا۔وہ ایسا سنگین وقت تھا کہ انسانوں میں ایمان وعمل دونوں پوری طرح ختم ہو چکے تھے۔ایمان وعقیدے کا یہ عالم تھا کہ خدا وحدہ، لاشریک کی پرستش سے یکسر منہ موڑ کر پتھر، درخت، چاند، سورج، وغیرہ کو اپنا معبود سمجھ کر پوجا کیا جا رہا تھا۔بداعمالی کا یہ عالم تھا کہ لوگوں میں ہر طرح کی برائیاں عام ہو چکی تھیں۔قتل، رہزنی، جوا، شراب نوشی، عورتوں کا اغوا، لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا عام ہو چکا تھا۔

ایسے پرفتن دور میں ضرورت تھی ایسے ہادی کی جو اپنی خداداد قوت سے انسانوں کے اندر انسانیت جگا سکے۔خدا کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ چنانچہ روایت کے مطابق واقعہ ''اصحاب فیل'' کے 55 دنوں بعد 12 ربیع الاول مطابق 12 اپریل 571ء کو آپ پاکیزہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ شدہ، بحالت سجدہ مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔آپ کے والدِ ماجد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت کا مژدۂ جانفزا سنتے ہی آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب خوشی خوشی کعبہ سے اپنے گھر آئے اور اپنے نوری پیکر پوتے کو کلیجے سے لگا کر کعبۃ اللہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی۔ اور آپ کا نام محمد ﷺ رکھا۔ سب سے پہلے سات روز تک اپنی ماں کا دودھ پیا پھر آپ نے ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ کا دودھ نوش فرمایا۔ عرب کی رسم کے مطابق حضرت حلیمہ سعدیہؓ آپ کو اپنے ساتھ دیہات کی کھلی فضا میں لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ انہیں کے پاس آپ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔ جب آپ چلنے پر قادر ہوئے تو باہر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل سے پرہیز کرتے اگر لڑکے آپ کو کھیلنے کے لیے بلاتے تو آپ فرماتے کہ میں اس دنیا میں کھیل کود کے لیے نہیں پیدا ہوا ہوں۔

آپ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی آپ کی والدہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ والدہ کے رخصت کے بعد آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ آپ کی پرورش فرمائی۔ ابھی آپ نے عمر کی آٹھ بہاریں دیکھی تھیں کہ آپ کے دادا کا انتقال ہو گیا، پھر آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائی۔ ابوطالب کی شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیتے تھے۔

جب آپ کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو آپ کا نکاح قریش کی چالیس سالہ خاتون حضرت خدیجہؓ سے ہوا۔ جو تادم حیات آپ کے شانہ بشانہ رہیں۔ دین کے فروغ میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ حضرت ابراھیمؑ کے علاوہ آپ کی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تولد ہوئیں۔

جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کر دی اور عمارت اس جگہ تک پہنچی جہاں حجر اسود تھا، قریش کے قبیلوں کے درمیان ایک تناؤ پیدا ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کریں گے تا کہ یہ عمل اس قبیلہ کے لیے فخر کا باعث ہو۔ اختلاف اس قدر بڑھ گیا کہ تلوار نکلنے کی نوبت آ گئی۔ آخر کار سارے لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ صبح حرم شریف میں جو بندہ سب سے پہلے داخل ہوگا اس کے فیصلہ پر عمل کیا جائے گا۔

خدا کی شان کہ سب سے پہلے پیارے آقا محمد ﷺ حرم شریف میں داخل ہوئے۔آپؐ کو دیکھتے ہی قریش بہت خوش ہوئے اور سب بیک زبان پکار اٹھے ''بخدا آپؐ امین وصادق ہیں جو فیصلہ کریں گے ہم اس پر راضی ہیں۔'' آپؐ نے ایسا دلکش اور تاریخی فیصلہ فرمایا کہ قریش فوراً رضا مند ہو گئے۔آپؐ نے فرمایا حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھا جائے اور اس چادر کو قبیلوں کا ایک ایک سردار پکڑ کر اس جگہ چلے جہاں حجر اسواد آج نصب ہے۔اسی طرح سارے قبائل کی شرکت ہو جائے گی اور حجر اسود کو اسی جگہ رکھنے کا شرف ہر ایک کو حاصل ہو سکے گا۔جب پتھر چادر سمیت اپنی جگہ پر آ گیا تو آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھا کر اس جگہ نصب فرما دیا۔اس طرح عرب کی ایک بڑی لڑائی آپ کے حسن تدبیر سے رک گئی۔

جب آپؐ کی عمر چالیس سال کی ہوئی اللہ کی وحی کے مطابق 610ء میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور دعوت حق تبلیغ اسلام کے لیے آپؐ پورے طور پر مصروف ہو گئے۔آپ کی دعوت حق پر لبیک کہتے ہوئے عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ؓ، بچوں میں حضرت علیؓ اور مردوں میں حضرت ابوبکرؓ اور غلاموں میں زید بن حارثہؓ نے اسلام قبول کیا۔

تین سال تک آپ انتہائی پوشیدہ طور پر رازداری کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔پھر اعلان نبوت کے چوتھے سال اللہ نے وحی فرمائی کہ اے محبوب ﷺ! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کھلے عام بیان فرمائیے۔یہ حکم ملتے ہی آپ کسی کی پرواہ کئے بغیر علانیہ طوور پر دعوت حق کا فریضہ انجام دینے لگے۔بت پرستی کی برملا مذمت کرنے لگے۔جب کفار نے بتوں کی مذمت سنی تو آپ کے اور مسلمانوں کے جانی دشمن ہو گئے اور ایذا رسانی کی کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

چنانچہ آپ کو کاہن، ساحر، شاعر، دیوانہ اور مجنوں کہا جاتا۔آپ جب راستے پر چلتے شریر لڑکے آپ پر پتھر کی بارش کرتے، کبھی آپ کی راہوں میں کانٹے بچھا دیتے، کبھی آپ پر نجاست ڈالتے اور کبھی گردن میں چادر کا پھندا ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔غرض کہ کفارِ مکہ نے ظلم وستم کے ایسے پہاڑ توڑے کہ مکہ کی زمین دہل اٹھی، آخر آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جانے کی عام اجازت دے دی اور خود بھی کفارِ مکّہ کے ناپاک ارادوں سے مطلع ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

پھر آٹھ سال بعد رمضان المبارک 8ھ مطابق جنوری 630ء میں حضور ﷺ نے فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ سرِ مبارک پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ افواج اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین اور ایک زبردست ازدھام تھا۔ مجمع میں ایک گہری نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ اشرافِ قریش لرزاں و ترساں سر جھکائے ہوئے، نیچی نگاہ کیے کھڑے ہیں۔ اور اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے ہیں کہ آج ہماری لاشوں کو کتوں سے نچوا کر ہماری بوٹیاں چیل اور کوّوں کو کھلا دی جائیں گی۔ ہمارے بچوں کو خاک و خون میں ملا کر ہماری نسلوں کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ ان مجرموں سے آپؐ نے پوچھا ''بتاؤ تم سے کیا سلوک کیا جائے گا؟'' اس سوال سے مجرمین گھبرا کر کانپ اٹھے اور عرض کرنے لگے کہ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔

مجرموں کے کان رحمت عالمؐ کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں، گرفت بھی نہیں۔ جاؤ سب کے سب آزاد ہو۔ یہ فرمانِ عالی سن کر مجرمین ندامت سے اشک بار ہو گئے۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ سارے جہاں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ کے خلق کو خدائے تعالیٰ نے عظیم اور عمدہ فرمایا ہے۔ حضورؐ کی ذاتی خوبیوں نے مذہبِ اسلام کو بلند کر دیا۔

زید بن سعنہ یہود سے کسی موقع پر آپؐ نے کچھ قرض لیا تھا۔ وہ یہودی وقتِ مقررہ سے تین دن پہلے ہی قرض کا تقاضہ کرنے لگا۔ بڑے گستاخانہ انداز میں شانہ مبارک سے چادر کھینچتے ہوئے بدزبانی شروع کر دی اور کہنے لگا تم بنی عبدالمطلب بڑے وعدہ خلاف ہو۔ اس کی بدکلامی پر حضور ﷺ مسکراتے رہے۔ حضرت عمر وہیں موجود تھے، ان سے برداشت نہیں ہوا۔ انہوں نے جھڑک کر اسے روکنا چاہا تو حضورؐ نے انہیں روک کر فرمایا: اے عمر تم نے ہم دونوں سے وہ طرزِ عمل نہیں اختیار کیا جو ہونا چاہیے تھا، مناسب یہ تھا کہ تم اسے جھڑکنے کے بجائے مجھے ادائے قرض اور وعدہ پورا کرنے کی تلقین کرتے اور اسے حسنِ طلب اور نرمی سے تقاضا کرنے کی ہدایت کرتے۔ اس کے بعد حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم فرمایا کہ یہودی کا قرض ادا کریں اور اسے مزید بیس صاع جو دیں۔ اس طرزِ عمل اور عفو و درگزر کو دیکھ کر یہودی بہت متاثر ہوا اور مسلمان

آپ کا عدل بھی بے مثال تھا۔ آپ نے کبھی بھی جانب داری سے کام نہیں لیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ قبیلہ قریش کے خاندان بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ اسلام میں چوری کی سزا اس کا دایاں ہاتھ پہنچوں سمت کاٹ دینا ہے۔ قبیلہ قریش کو بڑی فکر ہوئی کی کہ اگر یہ سزا دے دی جائے تو ان کی خاندانی شرافت پر بدنما داغ ہوگا۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ذریعہ سفارش کی گئی تو آپ ؐ کی پیشانی سرخ ہوگئی اور فرمایا ''اے اسامہ! تو اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں ایک سزا کے بارے میں سفارش کرتا ہے'' پھر آپ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے گمراہ ہوگئے کہ جب ان میں کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر سزائیں قائم کرتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے گی تو یقیناً اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا''۔

اسی طرح وعدہ کی پابندی آپ کا خاص وصف تھا۔ جس سے وعدہ کرتے اسے پورا فرماتے اعلان نبوت سے قبل حضرت ابوالسحسا نے حضورؐ سے کچھ سامان خریدا۔ اس سلسلے میں کچھ رقم باقی رہ گیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ یہاں ٹھہرے رہیے، ابھی ابھی میں گھر سے رقم لا کر دیتا ہوں۔ آپ نے ٹھہرنے کا وعدہ فرما لیا۔ مگر گھر پہنچ کر حضرت ابوالسحسا اپنا وعدہ بھول گئے۔ جب تیسرے دن خیال آیا اس جگہ پہنچے تو دیکھا، حضورؐ اسی جگہ ان کا انتظار فرما رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر آپ کی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ آپ نے صرف یہ فرمایا کہ اے نوجوان! تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا کیوں کہ میں اپنے وعدے کے مطابق تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

آپ ؐنبیوں میں آخری نبی اور سر چشمہ ہدایت ہیں۔آپ ؐکی پاکیزہ تعلیمات بے مثال ہیں۔آپ نے فرمایا حسد اور جلن سے اپنے آپ کو بچاؤ۔حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔خدا کے لیے کسی سے محبت کرو اور خدا ہی کے لیے کسی سے بے زاری۔بہادر شخص وہ ہے جو غصّہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔صبر کرنے والے کو دو درجہ ملتا ہے ایک مصیبت کا اور دوسرا اس پر صبر کرنے کا۔بے شک اللہ صبر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔

جو تواضع اور انکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سر بلندی عطا فرمائے گا۔تم سب مسلمانوں میں سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے جسکے اخلاق اچھے ہوں۔اللہ کے نزدیک وہ شخص بہت پیارا ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔رشتہ داروں سے تعلق ختم کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔سلام میں پہل کرنے والا غرور وتکبّر سے پاک ہوتا ہے۔جنّت ماں کے قدموں کے تلے ہے اور باپ جنّت کا دروازہ ہے۔ہمیشہ سچ بولو۔جھوٹے آدمی کا اعتبار نہیں اس لیے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تب فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔چغلی مت کرو۔کیوں کہ چغل خور جنّت میں نہیں جائے گا۔امانت میں خیانت مت کرنا کیوں کہ خیانت کرنے والے پر سخت عذاب ہوگا۔رشوت نہ لینا،کیوں کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنم کا ایندھن ہوں گے۔سود نہ کھاؤ کیوں کہ سود خور اللہ کو پسند نہیں،اور وہ سخت عذاب اور سزا پائے گا۔بڑوں کی تعظیم کرنا اور چھوٹوں پر رحم کرنا۔

ایک خدا کی عبادت کرنا۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ قرآن اور رسول ؐ اللہ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اس پر عمل کرتے رہنا۔ کبھی کسی کا دل نہ دُکھانا نہ تکلیف پہنچانا۔ کسی پر ظلم نہ کرنا۔ غصہ نہ کرنا۔ ظالم سے طاقت اور قدرت ہونے کے باوجود بدلہ نہ لینا۔ بلکہ عفو و درگزر کا معاملہ کرنا۔ کیوں کہ غصہ کو پینے اور معاف کرنے والا آدمی اللہ کو بے حد پسند ہے۔ پنج وقتہ نماز پابندی سے پڑھنا۔ اپنے مال کی زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ طاقت اور مالی حیثیت ہو تو حج کرنا۔ جو مسلمان صبح کو کسی مسلمان کی عیادت کے لیے نکلتا ہے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور جو شام کو کسی مسلمان کی عیادت کے لیے نکلے صبح تک ستر ہزار فرستے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور جنت میں اس کے لیے ایک باغ لگا دیا جاتا ہے۔

حضور پاک ؐ کا دنیا میں مبعوث ہونا احکام خداوندی کو اس کے بندوں تک پہنچانا تھا۔ اور آپ ؐ نے اس دینِ حنیف کو 23 سال میں بحسن وخوبی انجام فرما کر 12 ربیع الاول 11ھ مطابق 632ء بروز دوشنبہ کے تیسرے پہر اس دارِ فانی سے رخصت فرما گئے۔

لفظ و معنی

لفظ	معنی
مبعوث	بھیجا گیا۔ پیدا کیا گیا
معبود	جس کی عبادت کی جائے یعنی اللہ تعالیٰ
پُرفتن	فتنہ وفساد سے بھرپور۔ لڑائی جھگڑا سے بھرا ہوا
ناف بریدہ	ناف کٹا ہوا
مژدہ جانفزاں	خوش خبری
نوش فرمانا	پینا
اژدھام	جمگھٹا۔ بھیڑ
اللہ کو پیارے ہونا	انتقال کرنا
قبائل	بہت سے قبیلے (قبیلہ کی جمع)
ایذارسانی	تکلیف پہنچانا
نیست ونابود کرنا	تباہ وبرباد کرنا۔ کسی چیز کا صفایا کرنا۔ ختم کردینا۔ وجود باقی نہ رکھنا
مجرمین	مجرم کی جمع۔ قصور کرنے والے
عیادت	کسی مریض کی تیمارداری کرنا
شاہد	گواہ۔ موجود۔ حاضر
رشد وہدایت	درست راستہ، رہنمائی
ابتر	بدتر۔ بُرا حال۔ بدحال
رہزنی	لوٹ کھسوٹ۔ ڈاکا ڈالنا
ہادی	ہدایت دینے والا۔ راستہ دکھانے والا
نصب کرنا	کسی چیز کو اسکے مقام پر قائم کرنا۔ کھڑا کرنا۔ گاڑنا
فاتحانہ	فتح کی نیت۔ کامیابی کا ارادہ۔ فتح کرنے والے کا مخصوص انداز
رضاعت	دودھ پلانا۔ تولد سے مکمل دوسال تک
رحلت	گزر جانا۔ انتقال۔ پردہ فرمانا

غور کیجیے:

☆ حضور پاکؐ کے مبعوث سے قبل عرب کے حالات انتہائی بدتر سے بدتر ہو چکے تھے۔ انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ہر طرح کی برائیاں عام ہو چکی تھیں۔ جوا، شراب نوشی، رہزنی، قتل، عورتوں کا اغوا اور زندہ درگور کردینا عام ہو چکا تھا۔ ایسے پرفتن دور میں ایسے ہادی کی ضرورت تھی جو اپنی خداداد قوت سے انسانوں کے اندر انسانیت جگا سکے۔ خدا کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

☆ آپؐ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ جب آپ ان کے بطن میں تصورتِ حمل مستقر ہوئے تو انہیں خواب میں بشارت دی گئی کہ جو بچہ تمہارے حمل میں ہے وہ اس امت کا سردار ہے۔ جب ان کی ولادت ہو جائے ان کا نام محمدؐ رکھنا۔ اور فرماتی ہیں کہ آپؐ حمل کے رہنے کے بعد میں نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصرہ کے علاوہ ملک شام کے محلات ان کے سامنے آ گئے۔

☆ صحیح حدیث میں ہے کہ آپؐ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ مشرق و مغرب روشن ہو گیا۔

سوچیے اور بتائیے:

(i) حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے قبل عرب کی کیا حالت تھی؟
(ii) حضرت محمد ﷺ کب کہاں پیدا ہوئے؟
(iii) آپ کی رضاعت کا زمانہ کس طرح گزرا؟
(iv) آپ کو امین و صادق کیوں کہا جاتا تھا؟
(v) حضرت خدیجہؓ کون تھیں؟
(vi) حجرِ اسود نصب کرنے میں جو تناؤ ہوا آپؐ نے اس وقت کیا حکمت اپنایا؟
(vii) کتنے سال کی عمر میں آپ نے نبوت کا اعلان کیا؟
(viii) کن کن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا؟
(ix) کفارِ مکہ نے آپؐ کی کیوں مخالفت کی؟
(x) اعلانِ نبوت کے بعد کفارِ مکہ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

حجرِ اسود سے متعلق نیچے دیے گیے سوالوں کا مختصر جواب دیجیے۔

(i) کن کن لوگوں کا اتفاق ہوا؟
(ii) کس بات پر اتفاق ہوا؟
(iii) سب سے پہلے حرم میں کون داخل ہوا؟

جب آپ ؐ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو کفارِ مکہ لرزاں وترساں تھے۔حضورؐ نے پوچھا بولو

آج تم سے کیا سلوک کیا جائے ؟ کفار مکہ گھبرا کر کانپ اٹھے اور کہا آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔

(i) یہ جملہ کس نے کہا؟ (ii) کس سے کہا؟ اور (iii) کیوں کہا؟

جب آپ ؐ پر وحی نازل ہوئی کہ آپ اسلام کی تبلغ کیجیے تو آپ ؐ کھلے طور پر بت پرستی کی

مذمت کرنے لگے۔جب کفار نے بتوں کی مذمت سنی تو آپ کے اور مسلمانوں کے جانی دشمن بن گئے۔

(i) اسلام کی تبلغ کی مخالفت کس نے کی؟ (ii) کفار کی مخالفت کی وجہ کیا تھا؟
(iii) کفارِ مکہ نے آپ ؐ اور مسلمانوں کی کس طرح کی دشمنی کی؟

ذیل میں دیے گئے الفاظ کے مترادف لکھ کر سلیس جملوں میں استعمال کیجیے:

لفظ	مترادف	جملے
(i) مبعوث:	....	....
(ii) ابتر :	....	....
(iii) پُرفتن :	....	....
(iv) ولادت:	....	....
(v) رضاعت:	....	....
(v) رحلت :	....	....
(vii) عمارت:	....	....
(viii) نصب کرنا:	....	....

نیچے دیے گیے جملوں میں درست الفاظ استعمال کرتے ہوئے خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

(i) جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ ہمیشہ..............ہوتے ہیں۔ (ناکام / کامیاب)

(ii) سردیوں میں موسم ....ہوتا ہے۔ (ناگوار۔خوشگوار)

(iii) ہر انسان کے ساتھ..............سے پیش آنا چاہیے۔ (بدسلوکی / حسن سلوک)

(iv) بعض اوقات انسان بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے اور کبھی کبھی اسے..............کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (عزت / رسوائی / ذلت)

(v) جہاں انصاف ہوتا ہے وہاں..............ہوتی ہے۔ (پریشانی / سکون / دشواری)

درج ذیل لفظوں کے اضداد لکھیے:

(i) پرفتن:	(ii) انتہائی: ....
(iii) ابتر:	(iv) غائب: ....
(v) سالانہ:	(vi) رحمت: ....
(vii) محبت:	(viii) ظلم: ....
(ix) حق:	(x) تاریک: ....

درج ذیل الفاظ کے سہی جوڑ تلاش کر کے مرکب الفاظ بنائیے۔

مثال: اندھیری + رات = اندھیری رات

(کعبہ، حجر، حسن، زبان، دعوت، اسود، اخلاق، تبلغ، خانہ، شریں)

(i) .... + ... = ...

(ii) .... + ... = ...

(iii) .... + ... = ...

(iv) .... + ... = ...

(v) .... + ... = ...

کالم ''الف'' میں حضورؐ کے حوالے سے دیے گئے رشتوں کو کالم ''ب'' کی شخصیات سے ملائیے۔

''الف''	''ب''
والدہ	حضرت عبدالمطلب
والد	حضرت ابوطالب
دادا	حضرت آمنہ
چچا	حضرت عبداللہ
بیوی	حضرت حلیمہ سعدیہؓ
دائی	حضرت خدیجہؓ

درج ذیل الفاظ کے ضد لکھیے اور انھیں جملوں میں استعمال کیجیے۔

(i) ایمان : ....

(ii) خیانت : ....

(iii) دشمن : ....

(iv) عذاب : ....

(v) تکلیف: ....

سبق کے مطابق درست جملے کے سامنے ( ) اور غلط جملے کے سامنے (x) کا نشان دیجیے۔

(i) حضرت عیسیٰؑ کے تقریباً چار سو سال بعد خدا نے رسول کونینؐ کو مبعوث فرمایا تھا۔( )

(ii) آپؐ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ ( )

(iii) آپؐ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپؐ کا نکاح ہوا۔ ( )

(iv) حضورؐ کی ذاتی خوبیوں نے مذہب اسلام کو بلند و بالا کر دیا۔ ( )

(v) پانچ سال تک آپؐ انتہائی پوشیدہ طور پر رازداری کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ ( )

تخلیقی اظہار:

- ☆ حضور پاک ؐ کی صداقت انصاف اور اخلاق کریمانہ کے بارے میں روشنی ڈالتے ہوئے مختصر مضمون لکھیے اور گروپ میں مذاکرہ کیجیے۔
- ☆ حضور پاک ؐ کی سیرت کا مطالعہ بذریعہ نیٹ کیجیے اور اہم نکات تحریر کر کے اپنے استاد کو دکھائیے اور اپنی کاپی میں محفوظ کریں۔

عملی کام:

- ☆ کتاب کا مضمون پڑھنے کے بعد اپنی طرف سے حسنِ اخلاق پر ایک عمدہ وخوبصورت مضمون لکھیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔
- ☆ مختلف سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کر کے حضور ؐ کی سیرت پر ایک مضمون لکھیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔

☆☆☆

بھارت کا آئین

حصہ III (دفعہ 12 سے 35)

(بعض شرائط، چند مستثنات اور واجب پابندیوں کے ساتھ

بنیادی حقوق

کے ذریعہ منظور شدہ

حق مساوات:

☆ قانون کی نظر میں اور قوانین کا مساویانہ تحفظ

☆ مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش کی بنا پر عوامی جگہوں پر مملکت کے زیر انتظام

☆ سرکاری ملازمت کے لیے مساوی موقع

☆ چھوت چھات اور خطابات کا خاتمہ

حق آزادی:

☆ اظہار خیال، مجلس، انجمن، تحریک، بودو باش اور پیشے کا

☆ سزا کے جرم سے متعلق بعض تحفظات کا

☆ زندگی اور شخصی آزادی کے تحفظ کا

☆ 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا

☆ گرفتاری اور نظر بندی سے متعلق بعض معاملات کے خلاف تحفظ

استحصال کے خلاف حق:

☆ انسانوں کی تجارت اور جبری خدمت کی ممانعت کے لیے

☆ بچوں کو خطرناک کام پر مامور کرنے کی ممانعت کے لیے

مذہب کی آزادی کا حق:

☆ آزادی ضمیر اور قبول مذہب اور اس کی پیروی اور تبلیغ

☆ مذہبی امور کے انتظام کی آزادی

☆ کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس ادا کرنے کی آزادی

☆ کلی طور سے مملکت کے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم یا مذہبی عبادت کی آزادی

☆☆☆

نیشنل ٹیلینٹ اسکولارشپ

- نیشنل ٹیلینٹ اسکولارشپ کا پروگرام ہیومین ریسورس ڈیولپمینٹ منسٹری کی توسط سے قائم کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کا مقصد نادار اور ذہین طلباء کو مدنظر رکھ کر ان کی تعلیمی ترقی کے لیے امدادی رقم فراہم کرنا۔

- ساتویں جماعت کے سالانہ امتحان میں کم سے کم 55% نمبرات رکھنا ضروری ہے۔ (اقلیتی طبقوں کے لیے 5% رعایت کی جایے گی) مستحق قرار پانے والے طلباء وطالبات ماہانہ 500 روپے کے حساب سے 4 سال کے لیے نویں جماعت سے بارہویں جماعت تک پائیں گے۔

قوانین حقوق تعلیم

- تعلیم میرا دستوری اور قانونی حق
- ہم سب اسکول جائیں گے
- آو چلیں 6 سے 14 سال کے بچوں کو اسکول پہنچائیں۔
- درسگاہ میں نہیں تفریق و فرق یہ ہے ہمارا پہلا حق

راستے کا تحفظ

سڑکوں میں حادثے کے سبب ہمارے ملک میں ہر سال لاکھوں سے زیادہ تعداد میں لوگ جان بحق ہوتے ہیں۔ اور لاکھوں سے زیادہ انسان ہمیشہ کے لیے معذور و بیکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح راستے کے تحفظ کے سلسلے میں ناواقفیت کے سبب بھی بہت سے بچے سڑک کے حادثے کے شکار ہوتے ہیں۔ بچوں کو چوکنا و بیدار کرنے کے متعلق چند ہدایات۔

کیا کرنا چاہیے۔

- اسکول کی بس میں سوار ہوتے وقت قطار میں اطمینان سے سوار ہوں۔
- پیدل چل کر جانے کے لیے (فٹ پاتھ) ہو تو اسے استعمال کیجیے۔
- رات کے وقت سائکل چلاتے ہوں تو سائکل میں رفلیکٹر ٹیپ لگنا ضروری ہے۔
- پیدل راستہ پار ہوتے وقت، زیبرا کراسنگ، (فٹ اور برج) پل کا راستہ استعمال کیجیے۔
- زیبرا کراسنگ نہ ہو تو جہاں سے چاروں طرف ٹھیک سے دِکھ رہا ہو اسی جگہ پہلے بائیں جانب پھر دایں جانب دیکھ کر، کوئی لوری سواری نہ آتی ہو تو راستہ پار کیجیے۔

کیا نہیں کرنا چاہیے

- چلتی گاڑی میں نہ سوار ہوں اور نہ ہی اتریں۔
- راستے میں ساتھیوں کے ساتھ پیدل یا سائکل جاتے وقت بات چیت کرتے ہویے پورا راستہ مت گھیریئے۔
- کسی موڑ کی جگہ راستہ مت پار کیجیے۔
- راستے میں کیلے کا چھلکا وغیرہ پھسلا سامان مت ڈالیے۔
- راستے میں لگے ہویے باڑے میں گھس کر یا چڑھ کر راستہ پار مت کیجیے۔

اگر ان قوانین کو روزانہ عمل میں لایں گے
تو راستے کے تمام خطرے سے محفوظ رہیں گے

محکمہ تعلیم اساتذہ اور صوبائی تحقیق و تربیتی ادارہ برائے تعلیم
اڈیشا، بھوبنیشور

ମୁଦ୍ରଣ : ପାଠ୍ୟ ପୁସ୍ତକ ଉତ୍ପାଦନ ଓ ବିକ୍ରୟ, ଭୁବନେଶ୍ୱର

نیشنل ٹیلینٹ اسکولارشپ

- نیشنل ٹیلینٹ اسکولارشپ کا پروگرام ہیومین ریسورس ڈیولپمینٹ منسٹری کی توسط سے قائم کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کا مقصد نادار اور ذہین طلباء کو مدنظر رکھ کر ان کی تعلیمی ترقی کے لیے امدادی رقم فراہم کرنا۔

- ساتویں جماعت کے سالانہ امتحان میں کم سے کم 55% نمبرات رکھنا ضروری ہے۔ (اقلیتی طبقوں کے لیے 5% رعایت کی جایےگی) مستحق قرار پانے والے طلباء وطالبات ماہانہ 500 روپے کے حساب سے 4 سال کے لیے نویں جماعت سے بارہویں جماعت تک پائیں گے۔

قوانین حقوق تعلیم

- تعلیم میرا دستوری اور قانونی حق
- ہم سب اسکول جائیں گے
- آ و چلیں 6 سے 14 سال کے بچوں کو اسکول پہنچائیں۔
- درسگاہ میں نہیں تفریق و فرق یہ ہے ہمارا پہلا حق

راستے کا تحفظ

سڑکوں میں حادثے کے سبب ہمارے ملک میں ہر سال لاکھوں سے زیادہ تعداد میں لوگ جان بحق ہوتے ہیں۔اور لاکھوں سے زیادہ انسان ہمیشہ کے لیے معذور و بیکار ہو جاتے ہیں۔اسی طرح راستے کے تحفظ کے سلسلے میں ناواقفیت کے سبب بھی بہت سے بچے سڑک کے حادثے کے شکار ہوتے ہیں۔ بچوں کو چوکنا و بیدار کرنے کے متعلق چند ہدایات۔

کیا کرنا چاہیے۔

- اسکول کی بس میں سوار ہوتے وقت قطار میں اطمینان سے سوار ہوں۔
- پیدل چل کر جانے کے لیے (فٹ پاتھ) ہو تو اسے استعمال کیجیے۔
- رات کے وقت سائکل چلاتے ہوں تو سائکل میں رفلیکٹر ٹیپ لگنا ضروری ہے۔
- پیدل راستہ پار ہوتے وقت ، زیبرا کراسنگ، (فٹ اور برج) پل کا راستہ استعمال کیجیے۔
- زیبرا کراسنگ نہ ہو تو جہاں سے چاروں طرف ٹھیک سے دِکھ رہا ہو اسی جگہ پہلے بائیں جانب پھر دایں جانب دیکھ کر، کوئی لوری سواری نہ آتی ہو تو راستہ پار کیجیے۔

کیا نہیں کرنا چاہیے

- چلتی گاڑی میں نہ سوار ہوں اور نہ ہی اتریں۔
- راستے میں ساتھیوں کے ساتھ پیدل یا سائکل جاتے وقت بات چیت کرتے ہوئے پورا راستہ مت گھیریئے۔
- کسی موڑ کی جگہ راستہ مت پار کیجیے۔
- راستے میں کیلے کا چھلکا وغیرہ پھسلا سامان مت ڈالیے۔
- راستے میں لگے ہوئے باڑے میں گھس کر یا چڑھ کر راستہ پار مت کیجیے۔

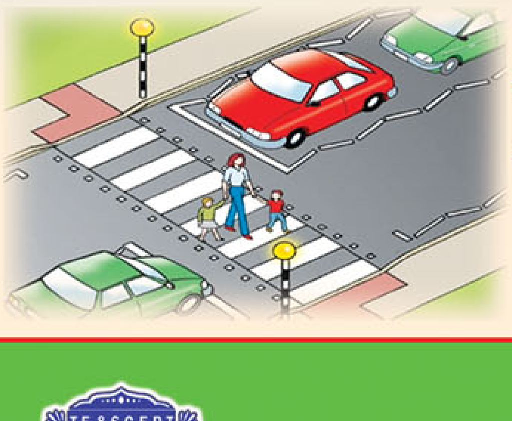

اگر ان قوانین کو روزانہ عمل میں لائیں گے
تو راستے کے تمام خطرے سے محفوظ رہیں گے

محکمہ تعلیم اساتذہ اور صوبائی تحقیق و تربیتی ادارہ برائے تعلیم
اڈیشا، بھوبنیشور

ମୁଦ୍ରଣ : ପାଠ୍ୟ ପୁସ୍ତକ ଉତ୍ପାଦନ ଓ ବିକ୍ରୟ, ଭୁବନେଶ୍ୱର